ماہنامہ

# انصار اللہ

جولائی ۲۰۰۵ء


ایڈیٹر

سیّد مبشر احمد ایاز

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ


# انصاراللہ


وفا ۱۳۸۴ ہش - جولائی ۲۰۰۵ء

جلد نمبر..............................۶۱

شمارہ نمبر..............................۷



فون نمبر: ۲۱۲۹۸۲-۰۴۵۲۴ فیکس نمبر: ۲۱۴۶۳۱-۰۴۵۲۴

ای میل: ansarullah60@yahoo.com

ایڈیٹر: سیّد مبشر احمد ایاز

نائبین: ریاض محمود باجوہ - محمود احمد اشرف - خواجہ ایاز احمد


## اس شمارہ میں




پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائنگ: انیس احمد

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)
سالانہ..........ایک سو روپیہ
قیمت فی پرچہ.......۱۰ روپے

ادا ریہ

## خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
## یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی

2008ء میں انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کے قیام کو سو سال پورے ہو جائیں گے، شکرِ نعمت کی ان گھڑیوں کے استقبال کیلئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے احباب جماعت کو دعاؤں کی تحریک فرمائی ہے، اسی تعلق میں ہر احمدی مرد و زن سے اس دعائیہ پروگرام پر عمل کرنے کی درخواست ہے کہ دردِ دل کے ساتھ عالمگیر جماعت کے لئے، خلافت کے استحکام کے لئے دعائیں کریں۔

اپنی دعاؤں کو قبولیت کے مقام تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کے لئے دردِ دل سے دعا کی جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ نومبر ۲۰۰۳ء میں فرمایا تھا کہ ”جماعت کے لئے بھی آپ یہ درد پیدا کریں گے تو دعائیں بھی انشاء اللہ قبول ہوں گی۔“

امام الکلام - کلام الامام

# وَدَمْعِی بِذِکْرِ قُصُوْرِہٖ یَتَحَدَّرُ

اَرٰی سَیْلَ اٰفَاتٍ قَضٰھَا الْمُقَدِّرُ وَ فِی الْخَلْقِ سَیِّئَاتٌ تُذَاعُ وَ تُنْشَرُ

میں ان آفات کے سیلاب کو دیکھ رہا ہوں جن کو تقدیر جاری کرنے والے خدا نے مقدر کیا ہے اور مخلوق میں ایسی برائیاں (موجود) ہیں جو پھیلائی اور نشر کی جا رہی ہیں

وَ فِیْ کُلِّ طَرْفٍ نَارُ شَرٍّ تَأَجَّجَتْ وَ فِیْ کُلِّ قَلْبٍ قَدْ تَرَاءَی التَّحَجُّرُ

اور ہر طرف آتش فساد و شر بھڑک اُٹھی ہے اور ہر ایک دل میں قساوت ظاہر ہو گئی ہے

وَ قَدْ زُلْزِلَتْ مِنْ ھٰذِہِ الرِّیْحِ دَوْحَۃٌ تُظِلُّ بِظِلٍّ ذِیْ شِفَاءٍ وَّ تُثْمِرُ

اور اس ہوا سے وہ درخت ہل گیا ہے جو شفا اور سایہ دینے والا اور ثمردار تھا

اَرٰی کُلَّ مَحْجُوْبٍ لِدُنْیَاہُ بَاکِیًا فَمَنْ ذَالَّذِیْ یَبْکِیْ لِدِیْنٍ یُّحَقَّرُ

میں دیکھتا ہوں کہ ہر غافل اپنی دنیا کے لئے رو رہا ہے- پس کون ہے جو دین کے لئے روئے جس کی تحقیر کی جا رہی ہے

وَلِلدِّیْنِ اَطْلَالٌ اَرَاھَا کَلَاھِفٍ وَدَمْعِیْ بِذِکْرِ قُصُوْرِہٖ یَتَحَدَّرُ

اور دین کے کھنڈرات ہو چکے ہیں جنہیں میں غم زدہ کی طرح دیکھ رہا ہوں اور میرے آنسو اس کے محلات کی یاد میں بہ رہے ہیں

تَرَاءَتْ غَوَایَاتٌ کَرِیْحٍ مُّجِیْحَۃٍ وَاَرْخٰی سَدِیْلَ الْغَیِّ لَیْلٌ مُّکَدِّرُ

بیخ کنی کرنے والی ہوا کی طرح گمراہیاں ظاہر ہو گئی ہیں اوز اندھیری رات نے ضلالت کا پردہ لٹکا دیا ہے

اَرٰی ظُلُمَاتٍ لَّیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَھَا وَ ذُقْتُ کُئُوْسَ الْمَوْتِ اَوْ کُنْتُ اُنْصَرُ

میں تاریکیاں دیکھتا ہوں- کاش میں ان سے پہلے ہی مر جاتا اور موت کے پیالے چکھ لیتا یا پھر میں نصرت دیا جاتا

تَھُبُّ رِیَاحٌ عَاصِفَاتٌ کَاَنَّھَا سِبَاعٌ بِاَرْضِ الْھِنْدِ تَعْوِیْ وَ تَزْءَرُ

تند ہوائیں اس طرح چل رہی ہیں گویا کہ وہ ہند کی سرزمین میں درندے ہیں جو چیخ اور دھاڑ رہے ہیں

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ١٦ صفحہ ٣٠٣)

❁--❁--❁

امام الکلام - کلام الامام

# فانی ایم و تیرِ ماتیرِ حق است

دشمنانِ دیں چو شمرِ نابکار دیں چو زین العابدیں بیمار و زار

شمرِ نابکار کی طرح یہ لوگ دین کے دشمن ہیں اور دین زین العابدین کی طرح بیمار اور کمزور ہے

تن ہمے لرزد دل و جاں نیز ھم چوں خیانت ہائے ایشاں بنگرم

میرا بدن کانپ جاتا ہے اور جان و دل لرز جاتے ہیں جب میں اُن کی خیانتیں دیکھتا ہوں

مکرہا بسیار کردند و کنند تا نظامِ کارِ مابرھم زنند

انہوں نے بہت مکر کئے اور اب بھی کر رہے ہیں تا کہ ہمارے کام کے نظام کو درہم برہم کر دیں

لیکن آں امرے کہ ہست از آسماں چوں زوال آید برو از حاسداں

لیکن وہ بات جو آسمان کی طرف سے ہے اُس پر حاسدوں کے حسد سے کیونکر زوال آ سکتا ہے

من چہ چیزم جنگِ شاں باآں خداست کزدو دستش ایں ریاض و ایں بناست

میں کیا چیز ہوں اُن کی لڑائی تو اس خدا کے ساتھ ہے جس کے دونوں ہاتھوں سے یہ باغ اور یہ محل تیار ہوا ہے

ھرکہ آویز و بکارو بارِ حق! اوستادہ از پئے پیکارِ حق!

جو شخص خدائی کاروبار میں دخل انداز ہوتا ہے وہ دراصل خدا سے جنگ کرنے کھڑا ہوتا ہے

فانی ایم و تیرِ ماتیرِ حق است صید مادر اصل نخچیر حق است

ہم تو فانی لوگ ہیں اور ہمارا تیر خدا کا تیر ہے اور ہمارا شکار دراصل خدا کا شکار ہے

(سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۹۸-۸۹)

امام الکلام - کلام الامام

# اُس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو

زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بَن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں
وہ دُور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہر دم اسیرِ نخوت و کِبر و غرور ہیں
تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کِبر و غرور و بُخل کی عادت کو چھوڑ دو
اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اُس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو
لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیالِ حضرتِ عزت کو چھوڑ دو
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبُول
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزُول
جو مر گئے اُنہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز مَمات
لوگو کو اس طرف کی ذرہ بھی خبر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ دی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اِک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۷-۱۸)

# کلام الامام

حضرت مسیح موعودؑ جلسہ سالانہ کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا...... اور اس روحانی جلسے میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔‘‘

(آسمانی فیصلہ اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۱-۳۵۲)

## ...اور تا اختتام سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:

’’ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہم و غم دور فرما دے۔ اور ان کی ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کُشا، یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین‘‘۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول۔ صفحہ ۳۴۲)

مقالہ خصوصی

# برکاتِ جلسہ اور اس کے آداب

یوں تو اب ملک ملک میں سالانہ جلسے ہو رہے ہیں اور کئی جلسوں میں ہمارے پیارے امام بنفسِ نفیس شریک ہو کر حاضرین جلسہ کو برکت بخشتے ہیں، البتہ انگلستان کے جلسہ سالانہ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ خلیفۃ المسیح کی موجودگی کی وجہ سے یہ مرکزی جلسہ کی سی حیثیت اختیار کر چکا ہے، اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا یہ جلسہ مورد بن جاتا ہے، اس جلسہ کے لئے کی جانے والی دعائیں اور اس جلسہ کی برکات غیر معمولی ہیں، ان برکات اور ان دعاؤں کے وارث کیسے بنا جا سکتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات کو بغور سنا جائے اور ان پر حتی الوسع عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے ارشادات کی روشنی میں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے خطبات ۲۰۰۳ء کی روشنی میں حضور انور کے ہی الفاظ میں یہ مضمون پیش کیا جا رہا ہے۔ [سید مبشر احمد ایاز۔ مدیر]

## دنیا کے میلوں کی طرح نہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خوانخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحتِ نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے‘‘۔ **(مجموعہ اشتہارات جلد نمبر 1 صفحہ 440)**

آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ ’’یہ دنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات۔ جلد 1 ص 443)

## حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا

آپؑ نے فرمایا: ’’سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا، ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضُعفِ فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسّر نہیں آ سکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعالِ شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت و فرصت و عدمِ موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۰۲)

آپؑ مزید فرماتے ہیں: ’’حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور

یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا...... اور اس روحانی جلسے میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔'' (آسمانی فیصلہ اشتہار ۳۰ر دسمبر ۱۸۹۱ء روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۱۔۳۵۲)

## بار بار آئیں:

آپؑ نے اس بارہ میں مزید فرمایا: ''ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ بن جائیں۔ وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ وہ پوری نہیں ہو سکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اُکتائیں۔''

نیز فرمایا:

''جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے۔ یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہوگا۔ اسے ڈرنا چاہئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے تو ہمارے مہمات کا متکفل خدا تعالیٰ ہے۔ ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں۔ ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے۔ یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے دور پھینکنا چاہئے۔ میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت صاحب کو تکلیف دیں۔ ہم تو نکمے ہیں۔ یوں ہی روٹی بیٹھ کر کیوں توڑا کریں۔ وہ یہ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پَیر یہاں جمنے نہ پائیں۔'' (خط مولانا عبدالکریم صاحب ۶ جنوری ۱۹۰۰ مندرجہ الحکم جلد ۴ صفحہ ۶ تا ۱۱، ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۵۵)

## جلسہ میں شامل ہونے کی تڑپ اور خواہش

الحمدللہ! کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ یہ پیاری جماعت اس عشق و محبت کی وجہ سے اور اس تعلیم اور تربیت کی وجہ سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری کی ہے، آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک تڑپ کے ساتھ اس جلسہ میں شامل ہونے کی خواہش رکھتے ہیں جہاں خلیفۃ المسیح موجود ہو وہاں تو وہ ضرور آنا چاہتے ہیں اور بڑی تڑپ کے ساتھ آتے ہیں، بڑے اخراجات کر کے آتے ہیں۔ لیکن حالات کی وجہ سے باوجود خواہش اور تڑپ کے لاکھوں کروڑوں احمدی ایسے بھی ہیں جو پر شکستہ اور اپنی خواہشوں کو دبائے بیٹھے ہیں اور اس جلسہ میں شامل نہیں ہو سکتے۔ لیکن اللہ

تعالیٰ کا یہ بھی ہم پر فضل اور احسان ہے کہ ایم ٹی اے جیسی نعمت ہمیں عطا فرمائی ہے اور آج دنیا کے کونے کونے میں احمدی گھر بیٹھے اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اس جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور اس شکر کے ساتھ بے اختیار حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے لئے بھی دعا نکلتی ہے جنہوں نے اس نعمت کو ہم تک پہنچانے کے لئے بے انتہا کوشش کی اور اس کو کامیاب کیا۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے اس محبت کے جذبے کو جو خدا، رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ سے جماعت کو خلافت سے ہے ہمیشہ قائم رکھے اور اس میں اضافہ کرتا چلا جائے، اس میں کبھی کمی نہ آئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کو خالصۃً للّٰہی جلسہ ہونے کی خواہش اور دعا کی ہے جس میں ہماری روحانی اور علمی ترقی کی باتوں کے علاوہ تربیتی امور کی طرف بھی توجہ دلائی جاتی ہے۔ اور اس کا ایک بہت بڑا مقصد جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **آپس میں محبت واخوت کا رشتہ قائم کرنا بھی** ہے۔ ایک دوسرے کا خیال رکھنا، اپنے بھائی کے لئے اگر ضرورت پڑے تو اپنے حق چھوڑنے کا حوصلہ رکھنا بھی آپس میں محبت واخوت کو بڑھانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ گزشتہ خطبہ میں بھی مَیں نے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ مہمانوں اور میز بانوں دونوں کو خوش خلقی اور خوش مزاجی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے اور اس کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ ایک دوسرے کی تکلیف کا خیال رکھنا چاہئے اور اپنے اندر زیادہ سے زیادہ برداشت کا مادہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ کرے کہ یہ معیار پیدا ہو جائیں۔ لیکن یہ معیار کس طرح پیدا ہوں، کس طرح ایک دوسرے کی خاطر قربانی دی جائے اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''...... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت و تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرشِ زمین پسند نہ کروں۔ اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اس کے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لئے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں۔ اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں۔ بلکہ مجھے چاہئے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بہ جبیں ہو کر تیزی

دکھاؤں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو۔ جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دُور نہ ہو جائیں۔ خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے، اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصے کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجے کی جوانمردی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں......‘‘۔ (شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۵-۳۹۶)

حضور انور فرماتے ہیں:

اگلے جمعہ سے انشاء اللہ یوکے کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ گو یہ یوکے کا جلسہ سالانہ ہے مگر خلیفۂ وقت کی یہاں موجودگی کی وجہ سے دنیا کے مختلف ممالک سے احمدی بڑے شوق سے اس میں شمولیت کے لئے آتے ہیں۔ جس میں بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور بیمار بھی اور اپنی بیماری کے باوجود تکلیف اٹھا کر جلسہ میں شامل ہوتے ہیں۔ پھر مختلف ممالک کے لوگ ہیں، مختلف نسلوں کے لوگ ہیں، مختلف قوموں کے لوگ ہیں، بالکل مختلف مزاجوں کے جن کا کھانا پینا، رہن سہن بھی مختلف ہوتا ہے تو اس وجہ سے قدرتی طور پر میزبانوں کو فکر ہوتی ہے کہ ان کی طرف سے کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے، کوئی کوتاہی نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ کئی سالوں سے انگلستان کی جماعت کو اس مہمان نوازی کی توفیق مل رہی ہے اور اللہ کے فضل سے وہ مہمان نوازی کا حق بھی ادا کر رہے ہیں اور اب تو ماشاء اللہ اتنے تربیت یافتہ ہو چکے ہیں کہ کارکن بھی میسر آ جاتے ہیں اور کارکن بھی بڑے ذوق سے بڑے شوق سے اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔..... مرکزی انتظامیہ کو یہ فکر ہوتی ہے کہ مہمانوں کی خدمت بجا لانے والے تمام کارکن کیونکہ Volunteers ہوتے ہیں اور مختلف مزاج کے ہوتے ہیں تو کسی کارکن سے کسی مہمان کے لئے کوئی زیادتی کا کلمہ منہ سے نہ نکل جائے، کوئی زیادتی نہ ہو جائے۔ اس لئے عموماً یہی روایت چلی آ رہی ہے کہ کارکنوں کو توجہ دلانے کے لئے کہ کس طرح انہوں نے مہمانوں کی خدمت کرنی ہے جلسہ سے ایک جمعہ پہلے اس بارہ میں کچھ ہدایات دی جاتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مہمانوں کو بھی یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ کیونکہ یہ سارا عارضی انتظام ہوتا ہے کیونکہ کارکنان بڑی محنت سے خدمت بجا لاتے ہیں لیکن اگر بعض جگہ کہیں کمی یا خامی رہ جائے تو اُس کو برداشت کریں۔

کارکنان کے لئے مَیں اب کچھ باتیں پیش کروں گا جس سے یہ احساس ہو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ مہمانوں کی خدمت کے بارہ میں ہم سے کیا توقعات رکھتے ہیں۔ یہاں ایک بات کی اور وضاحت کر دوں کہ جس طرح تمام کارکنان کے لئے جلسہ میں شامل ہونے والا ہر شخص مہمان کی حیثیت رکھتا ہے اسی طرح انگلستان کی پوری جماعت کے لئے

دوسرے ملکوں سے آنے والے سب احمدی مہمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پس اگر ایسا کوئی موقعہ پیدا ہو کہ جہاں آپ کو قربانی دینی پڑے تو غیر ملکیوں کے لئے، جو باہر سے آنے والے مہمان ہیں، ان کے لئے یہاں کے مقامی لوگ قربانی دیں۔ ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اپنی ازواج کی طرف پیغام بھجوایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا؟ ایک انصاری نے عرض کیا حضور میں انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارات کا انتظام کرو۔ بیوی نے جواباً کہا کہ گھر میں تو صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ اس انصاری نے کہا کہ کھانا تیار کرو، پھر چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو بہلا کر سلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا، چراغ جلایا اور بچوں کو بھوکا ہی سلا دیا۔ پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور چراغ بجھا دیا۔ اور پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھے بظاہر کھانا کھانے کی آوازیں نکالتے اور چٹخارے لیتے رہے تا کہ مہمان سمجھے کہ میزبان بھی میرے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا ہے۔ اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور وہ خود بھوکے رہے۔ صبح جب وہ انصاری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے رات والے عمل سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنس دیا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ وہ خود ضرورت مند ہوتے ہیں۔ اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

(بخاری، کتاب المناقب قول اللہ و یوثرون علی انفسھم......)

### مہمان اور میزبان کے لئے ضروری ہدایت:

حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام......)

اس میں تین باتیں بتائی گئی ہیں۔ پہلی دو تو جلسے پر آنے والے مہمانوں اور میزبانوں دونوں کے لئے ہیں جبکہ تیسری صرف میزبان کے لئے ہے۔ خلاصۃً بتاتا ہوں۔ فرمایا کہ اچھی بات کہو یا خاموش رہو۔ اب مہمان بھی اگر کہیں کوتاہی دیکھیں تو نرمی سے توجہ دلا دیں۔ کسی قسم کا غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنے وسیع انتظامات ہوتے ہیں۔ تھوڑی بہت کمیاں رہ جاتی ہیں وہ برداشت کرنا چاہئے اور صرف نظر کرنا چاہئے۔ اور غصہ کو دبانے کا بھی ایک ثواب ہے۔ اسی طرح

کارکنان بھی اگر مہمان کا غصہ دیکھیں تو انتہائی نرمی سے معذرت کر کے تکلیف دور کرنے کی کوشش کریں لیکن یاد رکھیں کہ مہمان سے سختی سے بات نہیں کرنی۔

**پڑوسی کی عزت:** یہاں اس ماحول میں چند دنوں کے لئے جو بھی لوگ، مہمان آ رہے ہیں، قیام گاہوں میں اکٹھے رہ رہے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے پڑوسی بن جاتے ہیں۔ تو وسیع اور عارضی انتظام ہونے کی وجہ سے تمام سہولتیں جیسے کہ مَیں نے عرض کیا ہے میسر نہیں آسکتیں۔ تو کسی قسم کی اگر اونچ نیچ ہو جائے۔ بعض دفعہ اکٹھے جب رہ رہے ہوں تو مثلاً کھانے کے وقت میں، ہی یا صبح کے وقت غسل خانے جانا ہو، تھوڑی تعداد میں ٹائلٹس وغیرہ ہوتی ہیں اس وقت بھی یا اور بعض باتیں ہوتی ہیں ایسی تو اگر اونچ نیچ ہو جائے تو آپس میں مہمان جو ہیں وہ یہاں ایک دوسرے کے پڑوسی کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اس لئے ایک دوسرے کا احترام کریں، اور عزت کریں اور اگر کسی سے کوئی اونچ نیچ ہو بھی جائے تو شکوہ زبان پر نہ لائیں۔ اسی طرح جہاں مہمانوں اور کارکنوں کے لئے بھی ہے کہ مہمانوں سے عزت سے پیش آئیں۔ اپنے ساتھی کارکنوں سے بھی عزت اور احترام سے پیش آئیں۔ آپس میں محبت سے سارے کام اور ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔

**پھر تیسری بات تو بہر حال ہر کارکن پر لازم ہے۔** اوپر مَیں ذکر بھی کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں چاہے چھوٹا ہے یا بڑا ہے، امیر ہے یا غریب ہے، سب سے ایک طرح یکساں احترام سے پیش آئیں۔ ان کی عزت کریں اور ان کی ضرورت کو جس حد تک انتظام اجازت دیتا ہے پوری کرنے کی کوشش کریں۔ اگر نہیں کر سکتے تو اپنے سے بالا افسر تک پہنچائیں لیکن مہمان کا احترام اور اس سے آرام سے بات کرنا بہر حال ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہئے۔

**آپس میں سلام کو رواج دیں:**

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کونسا [دین حق] سب سے بہتر ہے۔ فرمایا (ضرورت مندوں کو) کھانا کھلاؤ اور ہر اس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے سلام کہو۔ (صحیح البخاری۔ کتاب الایمان)

اس حدیث میں ایک حسین معاشرہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ کھانا کھلاؤ۔ دوسرے ہر شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے سلام کرو۔ تو جلسہ کے دنوں میں جہاں ایک دینی ماحول ہوگا، دعاؤں کی طرف توجہ ہوگی، وہاں سلام کو بھی ہر شخص کو چاہئے کہ مہمان ہو یا میزبان ہو رواج دے۔ تو ان تین دنوں میں محبت اور بھائی چارہ اتنا انشاء اللہ بڑھ جائے گا کہ جس کا اثر بعد تک بھی قائم رہے گا۔ دوسرے اس کا فائدہ کارکنان کے لئے بھی ہے کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے، آرام کی کمی کی وجہ سے بلاوجہ طبیعت میں بعض دفعہ تیزی اور تندی پیدا ہو جاتی ہے تو جب یہ ایک دوسرے کو سلامتی بھیج رہے ہوں گے تو اس مزاج

میں بھی انشاءاللہ تعالیٰ نرمی آئے گی۔ پھر ایک حدیث ہے، حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا تیرے لئے صدقہ ہے۔ تیرا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔ اور بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور کسی نابینا کی راستہ چلنے میں مدد کرنا تیرے لئے صدقہ ہے اور پتھر، کانٹا یا ہڈی رستہ سے ہٹا دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔ اور اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں کچھ ڈال دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔ (جامع ترمذی)

## ایک دوسرے سے ملو تو مسکراتے ہوئے ملو:

عام طور پر ہر احمدی کو اس حدیث میں بیان کردہ احکامات اپنے اوپر لاگو کرنے کی ضرورت ہے جس سے ایک حسین معاشرہ جنم لے لیکن جلسے کے تین دنوں میں تو بہر حال اس طرف توجہ کی جائے۔ کیونکہ اس سے بھی تربیت کے رستے کھلتے ہیں۔ پہلے فرمایا کہ مسکراتے رہو۔ مسکرانے سے تمہارا تو کچھ نہیں بگڑا یا تمہارا تو کچھ نہیں جاتا۔ ایک دوسرے سے ملو تو مسکراتے ہوئے ملو۔ اگر کوئی رنجشیں تھیں تو ان تین دنوں میں اپنی مسکراہٹوں سے اسے ختم کردو۔

## جلسہ کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں:

دوسری بات یہ کہ نیکیوں کو پھیلاؤ، نیکیوں کی تلقین کرو اور بری باتوں سے روکو۔ تو یہ جلسہ کی غرض وغایت بھی ہے۔ اس لئے جو جلسہ پر آئے ہیں وہ ادھر اُدھر پھرنے کی بجائے جلسہ کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، اس میں بھرپور حصہ لیں۔ پھر خدمت خلق کے کام ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہیں کہ خدمت خلق پر معمور کارکن ہی یہ کام کریں۔ تمام کارکنان کا فرض ہے کہ کسی کو مدد کی اگر ضرورت ہے، راستہ دکھانے کی ضرورت ہے تو اس ضرورت کو پورا کریں۔ پھر راستہ کی صفائی کا حکم ہے۔ جلسہ کے دنوں میں راستوں کی صفائی کے علاوہ گراؤنڈ میں بھی اور جلسہ گاہ میں بھی بچے اور بڑے گند کر دیتے ہیں تو قطع نظر اس کے کہ کس کی ڈیوٹی ہے جو بھی گند دیکھے اس کو اٹھا کر جہاں بھی کوڑا پھینکنے کے لئے ڈسٹ بن یا ڈبے وغیرہ رکھے گئے ہیں ان میں پھینکیں۔ اور مہمان بھی اور میزبان بھی دونوں ان چیزوں کا خیال رکھیں۔ یعنی یہ صرف کارکنان یا میزبانوں کا کام نہیں ہے بلکہ جو بھی دیکھے جلسہ میں جو بھی شامل ہونے آیا ہے اگر گندگی دیکھے تو اس کو صاف کرے۔ کوئی ڈبے پڑے ہیں، گلاس پڑے ہیں، کوئی ریپر پڑے ہیں، کوئی اس قسم کی چیز فوراً اٹھا کر ڈسٹ بن میں ڈالیں۔

**میزبانی کا حق:** ابوداؤد کی ایک حدیث ہے حضرت ابوشریحؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن رات تک اس کی خدمت تو اس کا انعام شمار ہوگی جبکہ تین دن تک مہمان نوازی ہوگی۔ اس کے بعد (کی خدمت) صدقہ ہے۔ اور اس (مہمان) کے

لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اس کے ہاں ٹھہرا رہے اور اس کو تکلیف میں ڈالے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الاطعمۃ باب ماجاء فی الضیافۃ)

یہاں کیونکہ دور دور سے مہمان آتے ہیں اس لئے کوشش ہوتی ہے کہ جتنا رک سکتے ہیں رکیں۔ لیکن پھر بھی یہی کوشش کرنی چاہئے اگر جماعتی نظام کے تحت آپ ٹھہرے ہوئے ہیں تو جلسے کے بعد جتنی جلدی واپس جا سکتے ہیں چلے جائیں۔ لیکن کارکنان پر بہرحال یہ لازم ہے، جو میزبان ہیں، اور ان کا یہ فرض ہے کہ مہمان کی مہمان نوازی اسی طرح خوش خلقی سے کرتے رہیں جب تک انتظام کے تحت اس مہمان نوازی کا انتظام ہے۔ یہ نہیں کہ ادھر جلسہ ختم ہوا اور ادھر ڈیوٹی والے کارکن غائب۔ پتہ نہیں کہاں گئے۔ اور انتظامیہ پریشان ہو رہی ہو۔ تو جو بھی ڈیوٹی دیں پوری محنت اور دیانتداری سے دیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔ لیکن یہاں ایک وضاحت کر دوں کہ جو مہمان آتے ہیں اور اپنے عزیزوں کے ہاں ٹھہرتے ہیں وہاں وہ قرابت داروں کا سلوک ہوگا۔ تو ایسے عزیزوں رشتہ داروں کے پاس جو مہمان ٹھہرے ہیں وہ ان کی مہمان نوازی بہرحال کریں۔

## مہمان نوازی اور حضرت مسیح موعود کا نمونہ:

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کے کیا انداز تھے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ شروع میں جب مہمانوں کی زیادہ کثرت نہیں تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحت بھی نسبتاً بہتر تھی، آپ اکثر مہمانوں کے ساتھ اپنے مکان کے مردانہ حصہ میں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور کھانے کے دوران میں ہر قسم کی بے تکلفانہ گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ گویا ظاہری کھانے کے ساتھ علمی اور روحانی کھانے کا دسترخوان بھی بچھ جاتا تھا۔ ایسے موقعوں پر آپ عموماً ہر مہمان کا خود ذاتی طور پر خیال رکھتے تھے اور اِس بات کی نگرانی فرماتے تھے کہ اگر کبھی دسترخوان پر ایک سے زیادہ کھانے ہوں تو ہر شخص کے سامنے دسترخوان کی ہر چیز پہنچ جائے۔ عموماً ہر مہمان کے متعلق دریافت فرماتے رہتے تھے کہ کسی خاص چیز مثلاً دودھ یا چائے یا لسی یا پان کی عادت تو نہیں۔ اور پھر حتی الوسع ہر ایک کے لئے اُس کی عادت کے موافق چیز مہیا فرماتے تھے۔ بعض اوقات اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ کسی مہمان کو اچار کا شوق ہے اور اچار دسترخوان پر نہیں ہوتا تھا تو خود کھانا کھاتے کھاتے اُٹھ کر اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور اندر سے اچار لا کر ایسے مہمان کے سامنے رکھ دیتے تھے۔ اور چونکہ آپ بہت تھوڑا کھانے کی وجہ سے جلد شکم سیر ہو جاتے تھے اس لئے سیر ہونے کے بعد بھی آپ روٹی کے چھوٹے چھوٹے ذرّے اٹھا کر منہ میں ڈالتے رہتے تھے تا کہ کوئی مہمان اِس خیال سے کہ آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہے دسترخوان سے بھوکا ہی نہ اُٹھ جائے۔ (سیرت طیبہ۔ صفحہ ۱۱۳)

## دیکھو مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو:

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمانوں نوازی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت صاحبؑ مہمانوں کی خاطر داری کا بہت اہتمام رکھا کرتے تھے۔ جب تک تھوڑے مہمان ہوتے تھے آپؑ خود اُن کے کھانے اور رہائش وغیرہ کا انتظام کیا کرتے تھے۔ جب مہمان زیادہ ہونے لگے تو خدام حافظ حامد علی صاحب، میاں نجم الدین صاحب وغیرہ کو تاکید فرماتے رہتے تھے کہ دیکھو مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اُن کی تمام ضروریات، خوردونوش و رہائش کا خیال رکھا کرو۔ بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر ان کی تواضع کرو۔ سردی کے ایام میں فرمایا کرتے مہمانوں کو چائے پلاؤ۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی کو علیحدہ کمرے یا مکان کی ضرورت ہو تو اس کا انتظام کردو اگر کسی کو سردی کا خوف ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کردو۔ (ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۱۹۵)

## اکرام ضیف اور پرندے کی کہانی: پھر حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں:-

جب مَیں ۱۹۰۱ء میں ہجرت کر کے قادیان چلا آیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا۔...... ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت [اماں جان] حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصّہ سنایا۔ چونکہ مَیں بالکل ملحقہ کمرے میں تھا اور کواڑوں کی ساخت پرانے طرز کی تھی جن کے اندر سے آواز بآسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی ہے۔ اس واسطے مَیں نے اس سارے قصّہ کو سنا۔ فرمایا۔ دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہوگئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب کوئی بستی اُسے دکھائی نہ دی اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اُس درخت کے اوپر ایک پرندے کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آ بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں، ہم اپنا آشیانہ ہی توڑ کر نیچے پھینک دیں تاکہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور اُن سب لکڑیوں کو تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے

پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اُس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔اب ہمیں چاہئے کہ اُسے کچھ کھانے کو بھی دیں۔اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھالے۔چنانچہ اُن پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔'' (ذکر حبیب صفحہ ۸۵ تا ۸۷)

**تو یہ ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا طریق واسلوب مہمان نوازی۔اور یہ توقعات ہیں۔ہم سے تو خدا کا مسیح نہ آشیانے کی قربانی مانگ رہا ہے نہ جان کی قربانی مانگ رہا ہے۔صرف کچھ وقت ہے اور تھوڑی سی بے آرامی کی قربانی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کے لئے جو ہم نے کرنی ہے اور اتنی سی قربانی سے ہی آپ اور یہ تمام کارکنان جو ہیں آپ کی آمد کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر مہمانوں کی خدمت کرنے کی تمام کارکنوں کو توفیق عطا فرمائے۔**

اب کچھ انتظامی اور تربیتی ہدایات ہیں جو میزبانوں اور مہمانوں دونوں کے لئے ہیں۔وہ میں ابھی آپ کو بتاتا ہوں۔اور کوشش کریں کہ تمام امور کو خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کے لئے ان پر عمل کیا جائے۔

نمبرایک یہ ہے کہ [بیت الذکر] میں اور [بیت الذکر] کے ماحول میں اس کے آداب اور تقدس کا خیال رکھیں۔....تو جو مارکی جلسہ کے لئے لگائی جاتی ہے اسی میں نمازیں ہوں گی۔اس لئے اس وقت کے لئے اس کو آپ کو [بیت الذکر] کا ہی درجہ دینا ہوگا۔اور مکمل طور پر وہاں اس تقدس کا خیال رکھنا ہوگا۔

پھر یہ ہے کہ جلسہ کے ایام بالخصوص ذکر الٰہی اور درود پڑھتے ہوئے گزاریں اور التزام کے ساتھ نمازوں کی پابندی کریں۔اب اتنی دور سے مہمان تشریف لائے ہیں تو اگر نمازیں بھی نہ پڑھیں اور ان کی پابندی نہ کی تو پھر فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔اسی طرح انتظامیہ کے لئے یہ ہے کہ لنگر خانہ میں یا ایسی ڈیوٹیاں جہاں سے ہلنا ان کے لئے مشکل ہے وہاں نماز کی ادائیگی کا انتظام ہونا چاہئے۔اور ان کے افسران کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں۔

**انگلستان کے احمدیوں کو چاہئے کہ ذوق وشوق کے ساتھ اس جلسہ میں شریک ہوں۔یہ آپ کا جلسہ سالانہ ہے۔** بغیر کسی عذر کے کوئی غیر حاضر نہ رہے۔بعض لوگ تین دن کی بجائے صرف دو دن یا ایک دن کے لئے آجاتے ہیں اور ان کے آنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جلسہ کی برکات کے حصول کے بجائے میل ملاقات ہو۔حالانکہ جلسہ کے برکات کو اگر مدنظر رکھا جائے تو تین دن حاضر رہنا ضروری ہے۔جس حد تک ممکن ہو جلسہ کی تقاریر اور باقی پروگرام پوری توجہ اور خاموشی سے سنیں اور وقت کی قدر کرتے ہوئے کسی بھی صورت اسے ضائع نہ کریں۔

پھر ہے کہ نماز کے دوران بعض اوقات بچے رونے لگ جاتے ہیں جس سے بعض لوگوں کی نماز میں بہر حال توجہ

بٹتی ہے، خراب ہوتی ہے۔ جو نماز کا تعلق تھا وہ جاتا رہتا ہے۔ تو اس صورت میں والدین کو چاہئے اگر والد کے پاس بچہ ہے یا والدہ کے پاس بچہ ہے کہ وہ اس کو باہر لے جائیں۔ یہ بہتر ہے کہ اس اکیلے کی نماز خراب ہو، بجائے اس کے کہ پورے ماحول میں بچے کے شور کی وجہ سے رونے کی وجہ سے نمازیوں کی نماز خراب ہو رہی ہو۔ نیز اگر چھوٹی عمر کے بچے ہیں تو مائیں جو ہیں اگر یا باپوں کے پاس ہے تو باپ، پہلی صفوں میں بیٹھنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ پیچھے جا کر بیٹھیں تا کہ اگر ضرورت پڑے تو نکلنا بھی آسان ہو۔

اسی طرح نمازوں کے دوران اپنے موبائل فون بھی بند رکھیں۔ بعضوں کو عادت ہوتی ہے کہ فون لے کر نمازوں پر آجاتے ہیں اور پھر جب گھنٹیاں بجنا شروع ہوتی ہیں تو بالکل توجہ بٹ جاتی ہے نماز سے۔ اور جلسہ کی تقریروں کے درمیان بھی مائیں اپنے بچوں کو خاموش رکھنے کی کوشش کرتی رہیں اور اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ پیچھے جا کر بیٹھیں۔

## تلخ گفتگو سے اجتناب کریں:

باہمی گفتگو میں دھیما پن اور وقار قائم رکھیں۔ تلخ گفتگو سے اجتناب کریں۔ جیسا کہ میں پہلے بھی اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں، کسی بھی قسم کی تلخی پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ نہ مہمانوں کی آپس میں نہ مہمانوں اور میزبانوں کی، اور نہ میزبانوں کی آپس میں۔ تو کسی بھی شکل میں کوئی تلخی نہ ہو۔ بلکہ ایک روحانی ماحول ہو جو ہر دیکھنے والے کو نظر آتا ہو۔ اور پھر یہ ہے کہ بعض لوگ بلند آواز سے عادتاً تُو تُو مَیں مَیں کر کے باتیں کر رہے ہوتے ہیں یا ٹولیوں کی صورت میں بیٹھ کر قہقہے لگا رہے ہوتے ہیں۔ تو ان تین دنوں میں ان تمام چیزوں سے جس حد تک پرہیز کر سکتے ہیں کریں بلکہ مکمل طور پر پرہیز کرنے کی کوشش کریں۔ ویسے بھی یہ کوئی ایسی اچھی عادت نہیں۔ دوسرے مختلف قسم کے لوگ یہاں آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ بعض اونچا سننے والے ہیں، بعض زبان نہ سمجھنے والے ہیں تو دیکھنے والا بعض دفعہ باتیں کر رہا ہوتا ہے اور ان کی طرف دیکھ کر ہنس رہا ہوتا ہے۔ جس سے بلاوجہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے تو ان چیزوں سے بچنا چاہئے، پرہیز کرنی چاہئے۔

## واپس ضرور چلے جائیں

یہاں قیام کے دوران دوسرے ملکی قوانین کی بھی پوری پاسداری کریں، پوری پابندی کریں اور بالخصوص ویزا کی میعاد ختم ہونے سے پہلے پہلے ضرور واپس تشریف لے جائیں۔ اور جو دوست جلسہ سالانہ کی نیت سے ویزا لے کر یہاں آئے ہیں انہیں بہر حال اس کی بہت سختی سے پابندی کرنی ہوگی۔

## پردہ کی پابندی کرنا:

پھر یہ ہے کہ خواتین کے لئے ہدایت ہے کہ خواتین گھومنے پھرنے میں احتیاط اور توجہ کی رعایت رکھیں۔ تاہم جو خواتین احمدی... نہیں اور پردے کی ایسی پابندی نہیں کرتیں ان سے صرف پردے کی درخواست کرنا ہی کافی ہے۔ ہرگز کوئی زبردستی کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ہونی چاہئے۔ اگر کسی وجہ سے کسی احمدی کو بھی نقاب کی دقت ہو تو پھر ایسی خواتین میک اپ میں نہیں ہونی چاہئیں۔ سادہ رہیں کیونکہ میک اپ کرنا بہرحال مناسب نہیں۔ سرڈھانپنے کی عادت کو اچھی طرح سے رواج دیں۔ ایک ایسا ماحول پیدا ہو، خواتین کی طرف سے نظر آنا چاہئے کہ روحانی ماحول میں ہم یہ دن بسر کر رہے ہیں۔ پردہ نہ کرنے کے بہانے نہیں تلاش ہونے چاہئیں۔ اگر کوئی مجبوری ہے تو بہرحال جس حد تک حجاب ہے اس کو قائم رکھنا چاہئے اور یہ حکم بھی ہے۔

پھر ایک ہدایت ان لوگوں کے لئے ہے جو بعض دفعہ، عموماً تو یہ نہیں ہوتا، لیکن بعض دفعہ بعض مقامی لوگ لفٹ دیتے ہیں مہمانوں کو اور پیسوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو بہرحال مہمان نوازی کے پیش نظر اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔
پھر مہمانوں کی عزت واحترام اور خدمت کو اپنا شعار بنائیں اور محبت خلوص اور ایثار و قربانی کے جذبہ سے ان کی بے لوث خدمت کریں۔ یہ پہلے بھی مَیں کہہ آیا ہوں۔ کارکنان کو مہمانوں کے ساتھ نرم لہجہ اور خوش دلی سے بات کرنی چاہئے۔ اس میں پہلے بھی حدیث کے حوالے سے عرض کر چکا ہوں۔ نظم وضبط کا خیال رکھیں اور منتظمین جلسہ سے بھرپور تعاون کریں اور ان کی ہر طرح سے اطاعت کریں۔

## کھانے کے آداب:

پھر ایک چیز یہ دیکھنے میں آتی ہے کہ ان دنوں میں بعض دفعہ کھانے کا بہت ضیاع ہوتا ہے۔ کھانے کے آداب میں تو یہ ہے کہ جتنا پلیٹ میں ڈالیں اس کو مکمل ختم کریں۔ کوئی ضیاع نہیں ہونا چاہئے۔ بلاوجہ حرص میں آ کر زیادہ ڈال لیا یا دیکھا دیکھی ڈال لیا۔ اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کریں کہ اس قسم کی کوئی حرکت نہیں ہونی چاہئے جس کا دوسروں پر بُرا اثر پڑ رہا ہو۔ اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کھانا جو ضائع ہو رہا ہوتا ہے اکثر کارکنان کا یہ قصور نہیں ہوتا بلکہ لینے والے کا قصور ہوتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے عرض کیا ہے اتنا ہی لیں جتنا آپ ختم کر سکیں۔ لیکن کارکنان کے لئے بہرحال یہ ہدایت ہے کہ اگر کوئی مطالبہ کرتا ہے کہ مزید دو اور زیادہ لے لیتا ہے تو اسے نرمی سے سمجھائیں۔ سختی سے کسی مہمان کو بھی انکار نہیں کرنا اور نہ یہ کسی کارکن کا حق ہے۔ پیار سے کہہ سکتے ہیں کہ ختم ہو جائے تو دوبارہ آ کر لے لیں۔

## صفائی کا خیال رکھنا:

**پھر صفائی کے متعلق پہلے بھی مَیں نے کہا تھا۔** غسل خانوں کی صفائی۔ یہاں یہ ہے کہ عمومی صفائی۔ کھانا جہاں آپ کھا رہے ہوں ان جگہوں پر بعض لوگ کھانا کھا کر خالی برتنوں کو وہیں رکھ جاتے ہیں اور ڈسٹ بن میں نہیں ڈالتے۔ اور یہ معمولی سی بات ہے۔ ایک تو کارکنان کا کام بڑھ جاتا ہے۔ اس عرصہ میں وہ کوئی اور کام کر سکتے ہیں۔ دوسرے گندگی پھیلتی ہے جو ویسے بھی حکم ہے کہ صفائی بھی ایمان کا حصہ ہے۔ تو جیسا کہ پہلے میں نے عرض کیا تھا کہ سڑکوں کی اور گراؤنڈز کی اور جلسہ گاہ کی صفائی کریں۔ تو ہر جگہ پورے ماحول کی صفائی کی ضرورت ہے۔ اور صفائی کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ اس ماحول میں ظاہری صفائی کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔ تو بلاوجہ انتظامیہ کو بھی اعتراض کا موقع نہ دیں اور اپنی یادداشت میں محفوظ کر لیں کہ صفائی کو ہر صورت میں آپ نے قائم رکھنا ہے۔

پھر یہ جماعتی جلسہ ہے کوئی میلہ نہیں ہے اور نہ اس میں میلہ سمجھ کر شمولیت ہونی چاہئے۔ اور نہ یہ صرف میل ملاقات اور خرید و فروخت یا فیشن کا اظہار ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ خواتین میں یہ دیکھا گیا ہے کہ عورتیں اکٹھی ہوئیں، باتیں کیں اور بس ختم۔ اور یہ پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کیا تقریریں ہوئیں اور کیا کہا گیا، کس قسم کے تربیتی پروگرام تھے۔ تو انتظامیہ اس بات کی خاص نگرانی رکھے۔ اب دنیا میں ہر جگہ، بعض اور جگہوں سے بھی شکایات آجاتی ہیں کہ جلسوں میں یہ بدانتظامی ہوئی۔ تو ہمارے احمدی ماحول میں دنیا میں ہر جگہ جہاں بھی جلسے ہو رہے ہوں اس بات کا خاص اہتمام ہونا چاہئے کہ خواتین بھی، بچے بھی خاموشی سے بیٹھ کر جلسہ سنیں اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

پھر بعض دفعہ شکایات آجاتی ہیں کہ باہر سے آنے والے یہاں اپنے عزیزوں سے، تعلق والوں سے، رشتہ داروں سے قرض لینا شروع کر دیتے ہیں شاپنگ کرنے کے لئے۔ تو یہ بھی قناعت کی صفت کو گدلا کرنے والی بات ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اتنا ہی خرچ کرنا چاہئے جتنی توفیق ہے آپ کو۔ اب یہاں کوئی شاپنگ کرنے کے لئے تو نہیں آئے۔ جس غرض کے لئے آئے ہیں وہ جلسہ سالانہ ہے، اپنی تربیت کے لئے ایک روحانی ماحول میں شامل ہونے کے لئے آتے ہیں تو اسی روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور دنیا کو چھوڑیں۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے عرض کیا تھا مہمان نوازی کے سلسلہ میں کہ تین دن کی مہمان نوازی تو ہے لیکن جو لوگ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے گھروں میں ٹھہرتے ہیں تو اگر شوق سے ان کو ٹھہرا بھی لیا جائے تو ہرگز مہمان نوازی نہیں بلکہ اقرباء کے حق میں آتے ہیں۔ ان کو جتنا ٹھہرا سکتے ہیں ٹھہرائیں۔ یہ نہیں کہ انتظامیہ نے کہہ دیا تھا کہ تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرو تو اپنے تعلقات ہی بگاڑ لیں۔

**پھر ایک بہت اہم چیز ہے حفاظتی نقطہ نگاہ سے نگرانی کرنا:** اپنے ماحول پر گہری نظر رکھنا۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ اگر اجنبی آدمی ہو تو متعلقہ شعبہ کو اس کی اطلاع کر دیں۔ خود کسی سے بھی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنی چاہئے۔ جہاں ہر آدمی جو جلسہ میں شامل ہو رہا ہے وہ اپنے ماحول پر نظر رکھے اور اگر اطلاع کرنا ہو انتظامیہ کو تو اس کے متعلق خبر دار رہنا چاہئے تا کہ ہر حرکت کی فوری کارروائی آپ دیکھ سکیں، نوٹ کر سکیں اور جو کارروائی ہو سکے، کسی ساتھ والے کو بتا سکیں جو انتظامیہ تک پہنچا دے۔ اس کا سب سے بہترین طریقہ یہی ہے کہ ہر آدمی زیادہ دور تک نظر تو نہیں رکھ سکتا۔ مگر اپنے دائیں بائیں اپنے ساتھیوں پر بہر حال نظر رکھیں جن کو آپ جانتے نہ ہوں۔ تو یہی بہت بڑی سیکیورٹی ہے جماعت احمدیہ کی۔

......اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اس جلسہ کو ہرگز عام دنیاوی جلسوں یا میلوں کی طرح نہ سمجھا جائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحتِ نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے“۔ (مجموعہ اشتہارات۔ جلد اول۔ صفحہ ۴۴۰۔۴۴۳)

## دعاؤں پر زور دیں:

تو ان ساری باتوں کو مدنظر رکھیں اور سب سے اہم دعا ہے۔ دعاؤں پر زور دیں۔ جلسہ پر آتے بھی اور جاتے بھی دعاؤں سے سفر شروع کریں اور سفر کے دوران بھی دعائیں کرتے رہیں اور بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ جلسوں میں شمولیت کی خاطر گھر سے دیر سے نکلے اور جلسہ میں شامل ہونے کی جلدی ہوتی ہے تو اگر تھکے ہوئے ہیں یا بے آرامی ہے کسی بھی صورت میں آرام کئے بغیر سفر شروع نہ کریں۔ خاص طور پر وہ لوگ جو خود ڈرائیو کر رہے ہوں بہت احتیاط کریں۔ ذرا سی بے احتیاطی سب کی تکلیف کا باعث بن جاتی ہے اور راستے میں بھی اگر تھکاوٹ یا نیند محسوس کریں تو جو بھی قریبی سروس آئے وہاں رک کر آرام کر لیں۔ ٹریفک کے قوانین کا جیسے میں نے پہلے کہا تھا احترام کریں۔ Speed Limit کی پابندی کریں۔ ان دعاؤں کو یاد رکھیں جو آنحضرت ﷺ سفر سے پہلے کیا کرتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سفر کے ارادہ سے اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے ”سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ. وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ“۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا حالانکہ ہم میں اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں تھی۔ ہم اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔ اے ہمارے خدا ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں بھلائی اور تقویٰ چاہتے ہیں۔ تو ہمیں ایسے نیک عمل کرنے کی توفیق دے جو تجھے پسند ہیں۔ اے ہمارے خدا تو ہمارا یہ سفر آسان کر دے اور اس کی دوری کو لپیٹ یعنی جلد طے ہو جائے، آرام سے طے ہو جائے۔ اے ہمارے خدا تو سفر میں ہمارے ساتھ ہو اور پیچھے گھر میں بھی خبر گیر ہو۔ اے ہمارے خدا میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی

سختیوں سے، ناپسندیدہ اور بے چین کرنے والے مناظر سے، مال اور اہل وعیال میں برے نتیجہ سے اور غیر پسندیدہ تبدیلی سے۔ پھر جب آپ سفر سے واپس آتے تو یہی دعا مانگتے اور اس میں یہ زیادتی فرماتے کہ ہم واپس آئے ہیں توبہ کرتے ہوئے، عبادت گزار اور اپنے رب کی تعریف میں رطب اللسان بن کر۔ اللہ کرے کہ تمام مہمان یہاں آئیں اور جلسے کے تمام فیوض سے فیضیاب ہوں، برکات سے فیضیاب ہوں اور اپنی جھولیاں بھر کر جائیں۔

---

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''دعا ہی ہے جو ہمارا اوڑھنا ہو، ہمارا بچھونا ہو۔ دعا ہی ہے جس پر ہمیں مکمل طور پر یقین ہونا چاہئے، اس کے بغیر ہماری زندگی کچھ نہیں۔ ربوہ سے بھی اور پاکستان سے مختلف جگہوں سے بھی بڑے جذباتی خط آتے ہیں کہ پتہ نہیں ہم خلافت سے براہ راست، ان معنوں میں براہ راست کہ بغیر کسی واسطہ کے کیونکہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے براہ راست دیکھنے اور سننے کے سامان تو ہو گئے ہیں لیکن یہ سب کچھ یکطرفہ ہے کہ کب ہماری آزادی کے حالات پیدا ہوتے ہیں جب دونوں طرف سے ملنے کے سامان ہوں، کب ہم آزادی سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا اظہار بازار میں کھڑے ہو کر کر سکتے ہیں۔ تا کہ لوگوں کو پتہ لگے کہ اصل محبت کرنے والے تو ہم لوگ ہیں۔ کب قانون میں انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گی۔ تو میرا جواب تو یہی ہوتا ہے کہ ان کو جیسا کہ گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں سنبھالتا رہا ہے، ہماری مشکلیں آسان کرتا رہا ہے، آج بھی وہی خدا ہے جو ان دکھوں کو دور کرے گا انشاء اللہ۔ بظاہر ناممکن نظر آنے والی چیز، ناممکن نظر آنے والی بات محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممکن بن جایا کرتی ہے اور انشاء اللہ بن جائے گی۔ بڑے بڑے فرعون آئے اور گزر گئے لیکن الٰہی جماعتیں ترقی کرتی ہی چلی گئیں۔''

[خطبہ جمعہ فرمودہ 28/نومبر 2003ء]

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

# محبوبانِ الٰہی کی علامات

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے مامورین اور فرستادوں کی شناخت اور صداقت کا ذکر کرتے ہوئے بہت ہی خوبصورت بات کہی، آپ فرماتے ہیں: ''یا تو درخت کو بھی اچھا کہو اور اسکے پھل کو بھی اچھا یا درخت کو بھی برا کہو اور اسکے پھل کو بھی برا کیونکہ درخت پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے۔'' [متی کی انجیل باب 12 آیت 33]

کتنی کھری اور سچی بات ہے کہ جس چیز کا درخت ہے وہی پھل اسکو لگے گا، یہ نہیں ہوسکتا کہ درخت تو انگور کا ہو اور پھل اس کو حنظل کا لگا ہو، دوسرے لفظوں میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ بتانے یا معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں خود پھل سے درخت پہچانا جاتا ہے....... ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور اسکے مقربوں کی شناخت کا معاملہ ہے، جو اس کے پیارے ہوتے ہیں وہ خود پہچانے جاتے ہیں، وہ اپنے چہروں کے نور اور اپنے کاموں کی عظمت سے شناخت کئے جاتے ہیں، وہ ہزاروں اور لاکھوں میں ممتاز ہوتے ہیں، انکی اپنی ایک خوشبو ہوتی ہے، ان کا اپنا ایک نور ہوتا ہے جو پوشیدہ نہیں رہتا بس دیکھنے اور پرکھنے والی آنکھ اور سعادت مندی کا جوہر ہونا چاہیے،

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں متعدد جگہ اس مضمون کو بیان فرمایا ہے مثال کے طور پر ازالہ اوہام، براھین احمدیہ، حقیقۃ الوحی، تذکرۃ الشہادتین وغیرہ، گزشتہ قسط اول مئی 2005 کے شمارہ میں ازالہ اوہام کا اقتباس پیش خدمت کیا گیا تھا اب اس کی دوسری قسط کے طور پر حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 سے اقتباس پیش کیا جارہا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اُن لوگوں کے بیان میں جو خُدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفٰی طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ انکو حاصل ہے اور خوابیں بھی انکو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خُدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور محبت الٰہی کی آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور نفسانی قالب اُنکا شعلۂ نُور سے جل کر بالکل خاک ہو جاتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نہایت کریم و رحیم ہے جو شخص اُسکی طرف صدق اور صفا سے رجوع کرتا ہے وُہ اُس سے بڑھ کر اپنا صدق و صفا اُس سے ظاہر کرتا ہے۔ اُسکی طرف صدق دل سے قدم اُٹھانے والا ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ میں بڑے بڑے محبت اور وفاداری اور فیض اور احسان اور کرشمۂ خدائی دکھلانے کے اخلاق ہیں مگر وُہی اُنکو پورے طور پر مشاہدہ کرتا ہے جو پُورے طور پر اُسکی محبت میں محو ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وُہ بڑا کریم و رحیم ہے مگر غنی اور بے نیاز ہے۔ اس لئے جو شخص اُسکی راہ میں مرتا ہے وُہی

اُس سے زندگی پاتا ہے۔اور جو اُس کیلئے سب کچھ کھوتا ہے اُس کو آسمانی انعام ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنیوالے اُس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں جو اوّل دُور سے آگ کی روشنی دیکھے اور پھر اُس سے نزدیک ہو جائے یہانتک کہ اُس آگ میں اپنے تئیں داخل کر دے اور تمام جسم جل جائے اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے۔اسی طرح کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ محبتِ الٰہی کی آگ میں تمام وجود اُس کا پڑ جاتا ہے اور شعلۂ نور سے قالبِ نفسانی جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اُس کی جگہ آگ لے لیتی ہے یہ انتہا اس مبارک محبت کا ہے جو خدا سے ہوتی ہے۔

یہ امر کہ خدا تعالیٰ سے کسی کا کامل تعلق اسکی بڑی علامت یہ ہے کہ صفات الٰہیہ اُس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور بشریت کے رذائل شعلۂ نور سے جل کر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے اور ایک نئی زندگی نمودار ہوتی ہے جو پہلی زندگی سے بالکل مغائر ہوتی ہے اور جیسا کہ لوہا جب آگ میں ڈالا جائے اور آگ اسکے تمام رگ و ریشہ میں پُورا غلبہ کر لے تو وُہ لوہا بالکل آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ آگ ہے گو خواص آگ کے ظاہر کرتا ہے۔

اسی طرح جسکو شعلۂ محبت الٰہی سر سے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وُہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے جس کو اُس آگ نے اپنے اندر لے لیا ہے اور اُس آگ کے غلبہ کے بعد ہزاروں علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک زیرک اور طالبِ حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے۔

منجملہ اُن علامات کے یہ بھی ہے کہ خدائے کریم اپنا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اُسکی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے

اور ایک نُور اُسکے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنّی نہیں ہے۔

اور ایک ربّانی چمک اُسکے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے

اور بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اور اسکی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالمگیر ہوتا ہے اور وُہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں کوئی اُنکی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔اور ہیبتِ الٰہی اُن میں بھری ہوئی ہوتی ہے اور قُدرتِ تامّہ کی وجہ سے خُدا کا چہرہ اُن میں نظر آتا ہے اور اُسکی پیشگوئیاں نجومیوں کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ اُن میں محبوبیت اور قبولیت کے آثار ہوتے ہیں اور ربّانی تائید اور نصرت سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اور بعض پیشگوئیاں اُسکے اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اُسکے

دوستوں کے متعلق اور بعض اُسکے دُشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کیلئے اور بعض اُسکی بیویوں اور خویشوں کے متعلق ہوتی ہیں اور وُہ اُمور اُسپر ظاہر ہوتے ہیں جو دُوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے اور وہ غیب کے دروازے اُس کی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے۔ خدا کا کلام اُسپر اُسی طرح نازل ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے اور وُہ ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ شرف تو اسکی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت ایسا بے مثل کلام اسکی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دُنیا اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اُسکی آنکھ کو کشفی قوت عطا کی جاتی ہے جس سے وہ مخفی در مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور بسا اوقات لکھی ہوئی تحریریں اُسکی نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور مُردوں سے زندوں کی طرح مُلاقات کر لیتا ہے اور بسا اوقات ہزاروں کوس کی چیزیں اُسکی نظر کے سامنے ایسی آجاتی ہیں گویا وُہ پَیروں کے نیچے پڑی ہیں۔

ایسا ہی اُسکے کان کو بھی مغیبات کے سُننے کی قوّت دیجاتی ہے اور اکثر اوقات وہ فرشتوں کی آواز کو سُن لیتا ہے اور بیقراریوں کے وقت اُنکی آواز سے تسلّی پاتا ہے اور عجیب تر یہ کہ بعض اوقات جمادات اور نباتات اور حیوانات کی آواز بھی اُسکو پہنچ جاتی ہے۔ ؎ فلسفی کو منکرِ حنانہ است - از حواسِ انبیاء بیگانہ است۔ اِسی طرح اُسکی ناک کو بھی غیبی خوشبو سونگھنے کی ایک قوت دیجاتی ہے۔ اور بسا اوقات وہ بشارت کے اُمور کو سونگھ لیتا ہے اور مکروہات کی بدبُو اُسکو آجاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اُسکے دِل کو قوتِ فراست عطا کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں اُسکے دِل میں پڑ جاتی ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس شیطان اُسپر تصرّف کرنے سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اُس میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور بباعث نہایت درجہ فنافی اللہ ہونے کے اُسکی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور اگرچہ اُس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اُسکی زبان پر جاری ہوتا ہے وُہ اُسکی طرف سے نہیں بلکہ خُدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ کیونکہ نفسانی ہستی اُسکی بکلّی جل جاتی ہے اور سفلی ہستی پر ایک مَوت طاری ہو کر ایک نئی اور پاک زندگی اُسکو ملتی ہے جس پر ہر وقت انوارِ الٰہیہ منعکس ہوتے رہتے ہیں۔

اِسی طرح اُس کی پیشانی کو ایک نُور عطا کیا جاتا ہے جو بجُز عُشاقِ الٰہی کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا۔ اور بعض خاص وقتوں میں وُہ نُور ایسا چمکتا ہے کہ ایک کافر بھی اُس کو محسوس کر سکتا ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وُہ لوگ ستائے جاتے اور نُصرت الٰہی حاصل کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ پس وُہ اقبال علی اللہ کا وقت اُن کیلئے ایک خاص وقت ہوتا ہے اور خُدا کا نُور انکی پیشانی میں اپنا جلوہ ظاہر کرتا ہے۔

ایسا ہی اُنکے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دیجاتی ہے جس کیوجہ سے اُن کا پہنا ہوا

کپڑا بھی متبرک ہو جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھونا یا اُس کو ہاتھ لگانا اُسکے امراض رُوحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔

اِسی طرح اُن کے رہنے کے مکان میں بھی خدائے عزّ وجلّ ایک برکت رکھ دیتا ہے وُہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔ خُدا کے فرشتے اُسکی حفاظت کرتے ہیں۔

اِسی طرح اُن کے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دیجاتی ہے۔ اِسی طرح اُس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر اُن کا قدم پڑتا ہے۔

اِسی طرح اس درجہ کے لوگوں کی تمام خواہشیں بھی اکثر اوقات پیشگوئی کا رنگ پیدا کرلیتی ہیں یعنی جب کسی چیز کے کھانے یا پینے یا پہننے یا دیکھنے کی بشدّت اُن کے اندر خواہش پیدا ہوتی ہے تو وُہ خواہش ہی پیشگوئی کی صُورت پکڑ لیتی ہے۔ اور جب قبل از وقت اضطرار کے ساتھ اُن کے دِل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے تو وُہ چیز میسر آجاتی ہے۔

اِسی طرح اُن کی رضامندی اور ناراضگی بھی پیشگوئی کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس جس شخص پر وُہ شدّت سے راضی اور خوش ہوتے ہیں اس کے آئندہ اقبال کے لئے یہ بشارت ہوتی ہے اور جس پر وہ بشدت ناراض ہوتے ہیں اُسکے آئندہ ادبار اور تباہی پر دلیل ہوتی ہے کیونکہ بباعث فنافی اللہ ہونے کے وُہ عرائے حق میں ہوتے ہیں اور اُنکی رضا اور غضب خدا کی رضا اور غضب ہوتا ہے اور نفس کی تحریک سے نہیں بلکہ خُدا کی طرف سے یہ حالات اُن میں پیدا ہوتے ہیں۔

اِسی طرح اُنکی دُعا اور اُنکی توجہ بھی معمولی دُعاؤں اور توجہات کی طرح نہیں ہوتی بلکہ اپنے اندر ایک اثر رکھتی ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ اگر قضاء مبرم اور اٹل نہ ہو اور اُن کی توجہ اپنی تمام شرائط کے ساتھ اُس بلا کے دُور کرنے کے لئے مصروف ہو جائے تو خُدا تعالیٰ اُس بلا کو دُور کر دیتا ہے گو ایک فرد واحد یا چند کس پر وُہ بلا نازل ہو۔ یا ایک مُلک پر وہ بلا نازل ہو۔ یا ایک بادشاہ وقت پر وُہ بلا نازل ہو۔ اس میں اصل یہ ہے کہ وُہ اپنے وجود سے فانی ہوتے ہیں اس لئے اکثر اوقات اُن کے ارادہ کا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے توارد ہو جاتا ہے۔ پس جب شدّت سے اُنکی توجہ کسی بلا کے دُور کرنے کیلئے مبذول ہو جاتی ہے اور جیسا کہ درد دِل کے ساتھ اقبال علی اللہ چاہیئے میسر آجاتا ہے تو سُنّت الٰہیہ اسی طرح پر واقع ہے کہ خُدا اُن کی سُنتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ خُدا اُنکی دُعا کو رد نہیں کرتا۔ اور کبھی اُن کی عبودیت ثابت کرنے کے لئے دُعا سُنی نہیں جاتی ہے تا جاہلوں کی نظر میں خدا کے شریک نہ ٹھہر جائیں۔ اور اگر ایسا اتفاق ہو کہ بلا وارد ہو جائے جس سے مَوت کے آثار ظاہر ہو جائیں تو اکثر عادت اللہ یہی ہے کہ اُس بلا میں تاخیر نہیں ہوتی۔ اور ایسے وقت میں خدا کے مقبولوں کا ادب یہی ہے کہ دُعا کو ترک کر دیں اور صبر سے کام لیں۔ بہتر وقت دُعا کا یہی ہے کہ ایسے وقت میں دُعا ہو جب اسباب یاس اور نومیدی

بکلّی ظاہر نہ ہوں اور ایسی علامات نمودار نہ ہوں جن سے صاف طور پر نظر آتا ہو کہ اب بلا دروازہ پر ہے اور ایک طور پر اس کا نزول ہو چکا ہے۔ کیونکہ اکثر سُنّت اللہ یہی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے ایک عذاب کے نازل کرنے میں اپنے ارادہ کو ظاہر کر دیا تو وُہ اپنے ارادہ کو واپس نہیں لیتا۔

یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دُعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا معجزہ اُن کا استجابتِ دُعا ہی ہے۔ جب اُن کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدّت سے بیقراری ہوتی ہے اور اس شدید بیقراری کی حالت میں وُہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا اُن کی سُنتا ہے۔ اور اُس وقت اُن کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے۔ کامل مقبولوں کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے۔ خدا کے نشان تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب اُسکے مقبول ستائے جاتے ہیں۔ اور جب حد سے زیادہ اُن کو دُکھ دیا جاتا ہے تو سمجھو کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر۔ کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ کوئی اپنے پیارے بیٹے سے ایسی محبت نہیں کریگا جیسا کہ خدا اُن لوگوں سے کرتا ہے جو دل و جان سے اُسکے ہو جاتے ہیں۔ وُہ اُن کیلئے عجائب کام دِکھلاتا ہے اور ایسی اپنی قوّت دِکھلاتا ہے کہ جیسا ایک سوتا ہوا شیر جاگ اُٹھتا ہے۔ خُدا مخفی ہے اور اُسکے ظاہر کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ وہ ہزاروں پردوں کے اندر ہے اور اُس کا چہرہ دِکھلانے والی یہی قوم ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر ایک دُعا قبول ہو جاتی ہے یہ سراسر غلط ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے۔ کبھی وہ اُن کی دُعائیں قبول کر لیتا ہے اور کبھی وُہ اپنی مشیت اُن سے منوانا چاہتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے اور اُسکی مرضی کے موافق کام کرتا ہے۔ اور پھر دُوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی بات اُس سے منوانا چاہتا ہے۔ اِسی کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن شریف میں مومنوں کی استجابتِ دعا کا وعدہ کرتا ہے اور فرماتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی تم مجھ سے دُعا کرو مَیں تمہاری دُعا قبول کرونگا۔ اور دُوسری جگہ اپنی نازل کردہ قضا و قدر پر خوش اور راضی رہنے کی تعلیم کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ ......
پس اِن دونوں آیتوں کو ایک جگہ پڑھنے سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ دُعاؤں کے بارے میں کیا سُنّت اللہ ہے اور ربّ اور عبد کا کیا باہمی تعلّق ہے.....'' [حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ ۱۶-۲۱]

# رفقائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مالی قربانیاں

از: مکرم عبدالقدیر قمر۔ ربوہ

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے سچے مخلص اور قابلِ فخر اور قابل رشک فدائی اور جانثار عطا فرمائے تھے جو ہر آن و ہر لحہ اپنا تن، من، دھن آپ کے ایک اشارہ پر قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں...... میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دست بردار ہو جاؤ تو وہ دست بردار ہو جانے کے لیے مستعد ہیں۔

(سیرۃ المھدی حصہ اوّل صفحہ ۱۶۵)

ایک زمانہ گواہ ہے کہ محبانِ دین حقہ نے کس طرح راہ حق میں ایک آوازہ مسیح پر اپنے سارے اموال، اپنی ساری جائیدادیں، اپنی ساری آمدنیں قربان کردیں۔ اس طائفہ فخر آدمیت کے سرخیل حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین صاحب ہیں۔ جنکی قربانیوں کے محیرّ العقول واقعات آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

**چہ خوش بودے............!** سیدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب ہمہ وقت جان و مال آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں فدا کا نعرہ لگاتے درِمسیح پر حاضر رہتے۔ تن من دھن سب کچھ راہ خدا میں قربان کر دیا۔ آپکی اس جانثاری اور جاں سپاری کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا۔ جو اسکے مقابل پر بیان کرسکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جانثار پایا۔ اگرچہ انکی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے ''دین حق'' اور ''فرمابرداروں'' کے سچے خادم ہیں۔ مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اوّل درجہ کے نکلے۔ مولوی صاحب موصوف اگرچہ اپنی فیاضی کی وجہ سے اس مصرعہ کے مصداق ہیں۔ کہ قرار در کف آزادگاں نگیرد مال۔ لیکن پھر بھی انہوں نے بارہ سو روپیہ نقد متفرق حاجتوں کے وقت اس سلسلہ کی تائید میں دیا۔ اور اب بیس روپے ماہواری دینا اپنے نفس پر واجب کر دیا۔ اور ان کے سوا اور بھی انکی مالی

خدمات ہیں جوطرح طرح کے رنگوں میں انکا سلسلہ جاری ہے-'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۲۰)

پھر حضور فرماتے ہیں-

''میں انکی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے ''دین حقہ'' کے لیے کررہے ہیں- ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں- کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہوسکتیں...... وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہیں- ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لیے مستعد کھڑے ہیں- اور میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں- اور اگر میں اجازت دیتا تو سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے ہیں-'' (فتح...... روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل حضرت مسیح پاک کے حضور عرض کرتے ہیں-''میں آپ کی راہ میں قربان ہوں- میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے- حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے- تو میں مراد کو پہنچ گیا-............... مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے- اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لیے تیار ہوں- (فتح...... روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۶)

**قابل رشک نمونہ:** حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خان صاحب جان و دل سے سلسلہ احمدیہ پر فدا تھے- اور دامے، درمے سخنے ہر طرح قربانیوں میں پیش پیش رہتے تھے- آپ نے ۱۹۰۰ء کے آواخر میں ایک ہزار روپیہ سالانہ مدرسہ تعلیم (......) کے لئے دینا شروع کیا بلکہ اُسے بارہ صد سالانہ تک کر دینے کا وعدہ کیا یہ صرف مدرسہ کی اعانت تھی- چندہ لنگر خانہ اور غریب مہاجرین اور طالبعلم اور نادار مہمانوں کی اعانت اس کے علاوہ تھی- بلکہ تمام جماعت ان ایام میں جس قدر چندہ دے سکتی تھی اس کا پانچواں حصہ صرف نواب صاحب کی طرف سے ہوتا تھا- (......احمد نمبر ۲ حصہ نمبر ۲ صفحہ ۴۴۶)

مکانات کی توسیع ہو- کسی نادار کی مالی اعانت ہو- کسی قرض خواہ کے قرض کی ادائیگی کا معاملہ ہو- مدرسہ کی مدد ہو- منارۃ المسیح کی تعمیر ہو- مہمانداری کا معاملہ ہو- کتب کی اشاعت ہو- مرکزی لائبریری کی تعمیر ہو- مقدمات کا خرچ ہو- ہر معاملہ میں ہر وقت مالی قربانی میں حضرت نواب صاحب کا قدم آگے ہی آگے نظر آتا ہے-

مکرم میاں عبداللہ خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات سلسلہ کے کسی کام کے لئے روپیہ درکار ہوتا ہے- تو حضرت اقدس خود تحریک کر کے روپیہ منگوا لیتے تھے- ایک دفعہ حضور نے حضرت اماں جان کے کنگن بھیجے کہ انہیں رکھ کر پانچ صد بھیج دیں- حضرت نواب صاحب نے کنگن بھی واپس کر دیئے اور پانچ صد روپیہ بھی بھیج دیا-''

(......احمد نمبر ۲ حصہ نمبر ۲ صفحہ ۴۶۳)

حضرت مسیح پاکؑ فرماتے ہیں:-

''یہ بھی قابل ذکر ہے کہ حِبی فی اللہ سردار نواب محمد علی خان صاحب بھی محبت اور اخلاص میں بہت ترقی کر گئے ہیں اور فراست صحیحہ شہادت دیتی ہے کہ وہ بہت جلد قابل رشک اخلاص اور محبت کے منار تک پہنچیں گے اور وہ ہمیشہ مالی امداد میں بھی کام آتے رہے ہیں اور امید ہے کہ وہ اس سے بھی زیادہ خدا کی راہ میں اپنے مالوں کو فدا کریں گے۔'' (......احمد جلد۲ حصہ نمبر۲ صفحہ ۴۵۶)

**......اور رات گذر گئی:** دورِ اوّل میں فدایانِ مصطفیٰؐ انفاق فی سبیل اللہ کی تحریک ہونے پر خواہ انہیں محنت مزدوری کر کے مٹھی بھر جو یا کھجوریں ہی پیش کرنے کی توفیق ملتی انشراح صدر اور بے پایاں محبت و مسرت کے ساتھ پیش کر دیتے تھے- حضرت بابو فقیر علی صاحب کی زندگی بھی اُنہیں کا پرتو تھی- ایک دفعہ حضرت میر ناصر نواب صاحب دورے کر کے سلسلہ کی ضروریات کے لئے احباب سے روپیہ جمع کر رہے تھے- حضرت میر صاحب نے ایک ایسے موقعہ پر آپ سے چندہ مانگا کہ آپ تہی دست تھے- آپ نے بتایا کہ میرے پاس کچھ نہیں- میر صاحب کی بار بار کی تحریک پر انہیں گھر لائے اور آٹے والا ٹین لا کر دکھایا- جس میں صرف آدھ سیر کے قریب آٹا تھا- اور حلفاً عرض کیا کہ ہمارے پاس یہی کچھ ہے- حضرت میر صاحب نے وہی قبول کر لیا- اس گھرانے کے لئے یہ بھی بڑی قربانی تھی- انہیں رات بغیر کھانے کے بسر کرنی پڑی- ایسے ہی حالات کے لئے شاعر نے کہا ہے۔

اپنی حاجات کا رکھیں گے توکل پہ مدار		دل کو شرمندۂ احساں نہیں ہونے دیں گے

(......احمد نمبر۳ صفحہ ۵۳-۵۴)

**رشکِ چمن:** حضرت مسیح موعود ایک فدائی دین کی بے لوث قربانی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں-

''حِبی فی اللہ حاجی سیٹھ عبدالرحمان اللہ رکھا صاحب تاجر......مدارس سے دور دراز کا سفر کر کے میرے پاس تشریف لائے ہوئے ہیں- سیٹھ صاحب......نے کئی ہزار روپیہ ہمارے سلسلہ کی راہ میں محض للہ لگا دیا ہے- اور برابر ایسی سرگرمی سے خدمت کر رہے ہیں کہ جب تک انسان یقین سے نہ بھر جائے اس قدر خدمت نہیں کر سکتا- وہ ہمارے درویش خانہ کے مصارف کے اوّل درجہ کے خادم ہیں اور آج تک یکمشت رقوم کثیرہ اس راہ میں دیتے رہے ہیں- علاوہ اس کے میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے ایک سو روپیہ ماہواری اعانت کے طور پر اپنے ذمہ واجب کر رکھا ہے......ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے اور پہنچ رہی ہے- میں اس کی نظیر نہیں دیکھتا- یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے اس درجہ کی محبت دلوں میں ڈال دی- یہ حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب وہی ہیں جو آتھم کو قسم

دینے کے وقت اس بات کے لئے تیار تھے کہ اگر آتھم قسم پر روپیہ طلب کرے تو اپنے پاس سے دس ہزار روپیہ تک اس کے پاس جمع کرا دیں۔" (انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۲)

**۱/۳ کی قربانی:** حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب ستمبر ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نے سلسلہ احمدیہ کی گرانقدر خدمات آنریری طور پر سرانجام دینے میں پہلی مثال قائم کی۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ مالی طور پر بھی بڑی بڑی رقوم کے ساتھ سلسلہ کی امداد کرتے رہتے تھے۔

بورڈنگ مدرسہ تعلیم (......) کی تعمیر کے آغاز کے لئے تیس ہزار روپیہ درکار تھا۔ محترم چوہدری صاحب نے اس کے دسویں حصہ سے زائد رقم پیش کر دی اس وقت انجمن کا بجٹ نو ہزار روپے ماہوار تھا۔ اس سے چوہدری صاحب کی اس رقم کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے۔ گویا صدر انجمن احمدیہ کے اسوقت کے ماہوار بجٹ کے تہائی سے زائد آپ نے ادائیگی کی۔ اور یہ رقم دیگر چندوں کے علاوہ تھی۔ (......احمد جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۷)

**منفرد سب کے ہیں انداز:** حضرت مصلح موعود...... نے ۱۹۴۴ء میں وقف جائیداد کی تحریک فرمائی تھی۔ حضرت مسیح موعود کے ایک رفیق حضرت میاں خدا بخش صاحب گوندل نمبردار موضع کوٹ مومن ضلع سرگودھا نے حضور کی خدمت میں لکھا۔ حضور کے غلام نے آپ کا خطبہ مورخہ ۱۸ ربیع الاوّل کل مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۴۴ء کو پڑھا۔ ...... آپ کا اعلان اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے جائیداد یں وقف کرنے کی تحریک پڑھ کر دل کو اس قدر خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ میری جائیداد قریب قریب اس وقت بوجہ جنگ کے دو لاکھ روپے کی ہے۔ میں خدا کے دین کی اشاعت کے لئے بسم اللہ کر کے وقف کرتا ہوں۔ یہ جائیداد کیا چیز ہے۔ میرا سر بھی اس کام کے لئے حاضر ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۰ صفحہ ۵۳۹)

اکتوبر ۱۸۹۹ء میں اپنے اشتہار بعنوان جلسہ الوداع میں وفد نصیبین کے اخراجات کے متعلق تحریر فرمایا۔

"منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپور نے باوجود قلت سرمایہ کے ایک سو پچیس روپے دیئے ہیں۔ میاں جمال الدین کشمیر ساکن سیکھواں ضلع گورداسپورہ اور ان کے دو برادر حقیقی میاں امام الدین اور میاں خیر الدین نے پچاس روپے دیئے ہیں۔ ان چاروں صاحبوں کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابل رشک ہے کہ وہ دنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہیں۔ گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھروں میں تھا وہ سب لے آئے ہیں اور دین کو آخرت پر مقدم کیا جیسا کہ بیعت میں شرط تھی۔" (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۱۶۶)

حضرت سید ناصر شاہ صاحب نے رؤیا دیکھا کہ حضرت اقدس کو آپ کی ضرورت ہے۔ رخصت لے کر قادیان پہنچے۔ پتہ چلا کہ حضور کو اپنی کتاب "نزول المسیح" کی طباعت کیلئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت

ڈیڑھ ہزار روپے کی رقم جو حج بیت اللہ کے لئے جمع کر رکھی تھی حضور کی خدمت میں پیش کر دی ۔ نیز وعدہ کیا کہ طباعت کے بقیہ اخراجات کشمیر جا کر ارسال کر دیں گے ۔ (لاہور تاریخ احمدیت از شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مل صفحہ ۱۰۹)

حضرت منشی شادی خان صاحب لکڑی فروش سیالکوٹ نے اپنے گھر کا سارا سامان فروخت کر کے تین سو روپے حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے ۔ جس پر حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا ۔ جب میاں شادی خاں صاحب نے یہ سنا تو گھر میں جو چار پائیاں تھیں ان کو بھی فروخت کر ڈالا اور ان کی رقم بھی حضرت صاحب کے حضور پیش کر دی ۔

(تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۱۲۶ ۔ ۱۲۷)

حضرت مسیح پاکؑ آپ کی جانثاری پر سند خوشنودی عطا فرماتے ہیں ۔

''دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے میاں شادی خاں لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں ۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اب اس کام کے لئے دو سو روپیہ چندہ بھیج دیا ہے ۔ یہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائیداد پچاس روپیہ سے زیادہ نہ ہو ۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ چونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے ۔ تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کر لیں ۔ اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا ۔ سب بھیج دیا اور در حقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا ۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۳۱۵)

**قربانی کی ضرورت نہیں :** حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی والہانہ مالی قربانی کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت المصلح الموعود فرماتے ہیں :

''ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں ۔ حضرت صاحب کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا ۔ اور اس میں روپیہ کی سخت ضرورت تھی ۔ حضرت صاحب نے دوستوں کو تحریک کی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں ۔ لنگر خانہ دو جگہوں پر ہو گیا ہے ۔ ایک قادیان میں اور ایک گورداسپور میں ۔ اس کے علاوہ مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے ۔ لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ دیں ۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اُسی دن ان کو تنخواہ تقریباً ۴۵۰ روپے ملی تھی ۔ وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت آپ کی خدمت میں بھیج دی ۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے ۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کا (مامور) کہتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے تو پھر اور کس لئے رکھ سکتا ہوں ۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ اور انہیں کہنا پڑا کہ اب ان کو قربانی کی ضرورت نہیں'' (روزنامہ الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۲۷ء صفحہ ۳)

**ساری جائیداد یں حاضر!** حضرت مسیح موعودؑ نے جب ۱۹۰۰ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے مالی قربانی کی تحریک فرمائی تو ایک سو ایک رفقاء کی فہرست بھی شائع کی اوران سے کم ازکم ایک ایک سو روپیہ چندہ کا مطالبہ فرمایا۔ کیونکہ کل تخمینہ اخراجات دس ہزار روپیہ تھا۔ یہ اعلان بھی فرمایا کہ اس تحریک میں مطلوبہ چندہ دینے والوں کے نام بطور یادگار مینار پر کندہ کئے جائیں گے۔ اس تحریک میں جس ذوق وشوق اور روح پرور جذبہ کا مظاہرہ ہوا اور وہ اپنی مثال آپ ہے۔ چنانچہ منارۃ کی تکمیل پر ۲۹۸ مخلصین کے نام کندہ ہوئے جنہوں نے کم ازکم سو سو روپیہ چندہ دیا۔

حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ نے دہلی میں اپنا ایک ذاتی مکان فروخت کر کے ایک ہزار روپیہ اسی تحریک میں چندہ دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی خواہش ظاہر کی تھی کہ منارۃ المسیح کے ساتھ ایک کمرہ بنایا جائے جس میں سو آدمی بیٹھ سکیں۔ اس میں مذہبی تقاریر کا جلسہ ہو اور ''دین حق'' کی خوبیاں بیان کی جائیں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۹۶)

۱۹۴۵ء کی مجلس مشاورت میں یہ معاملہ بھی ضمناً زیر غور آیا تو حضرت مصلح الموعود نے تحریک فرمائی کہ حضرت مسیح موعود کی اولاد کے لئے ایک سے ہزار ہونے کی دعا ہے۔ اس لئے اتنا بڑا ہال بنانا چاہئیے جس میں ایک لاکھ افراد بیٹھ سکیں۔ حضور نے دو لاکھ روپیہ کی تحریک کی۔ بعض احباب نے کہا کہ اس مقصد کے لئے ہم ساری ساری جائیداد وقف کرنے کے لئے تیار ہیں۔ موقع پر ہی دو لاکھ بائیس ہزار روپے جمع ہو گئے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۰ صفحہ ۵۰۳-۵۰۹)

حضرت مسیح پاکؑ کے ایک مخلص رفیق بشیر الدین صاحب بھاگلپوری نے اس تحریک میں شامل ہوتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار درج ذیل الفاظ میں بیان فرمایا۔

''خدا تعالیٰ کا بڑا شکر ہے میں نے ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس وقت آپ سے سنا تھا کہ قادیان مرجع خاص وعام ہوگا۔ اب دیکھ لیا ہے کہ عظیم الشان جماعت بن رہی اور بنتی جارہی ہے۔ اس لئے بہت زیادہ آدمیوں کے بیٹھنے کے لئے ہال بننا چاہئیے کیونکہ ساری دنیا کی مذاہب کے نمائندے آئیں گے۔ اور بڑے بڑے لوگ آئیں گے۔ ہماری ساری جائیداد اس ہال کی تعمیر کے لئے حاضر ہیں۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۱۰ صفحہ ۵۰۶)

**قربانی کا جذبہ:** حضرت مرزا عبدالحق صاحب امیر ضلع سرگودھا حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب کے انفاق فی سبیل اللہ کے جذبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت پیر منظور محمد صاحب ...... قاعدہ یسرنا القرآن کے موجد تھے۔ اس قاعدہ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ سینکڑوں روپے ماہوار اس زمانہ میں آپ کی آمد ہوگی۔ لیکن آپ کی دین کے لئے قربانی کا یہ حال تھا کہ صرف تیس روپے ماہوار اپنے اخراجات کے لئے رکھتے اور باقی سب حضرت المصلح الموعود کی خدمت میں اشاعت قرآن کریم اور اشاعت

(دینِ حق) کے لئے بھیج دیتے۔ ۱۹۴۰ء کے بعد جب گرانی ہوگئی تو چالیس روپے ماہوار رکھنے شروع کر دیئے۔ اور ایک سال میں دس ہزار روپیہ خدمت دین کے لئے دیا۔ وہ خود تو ٹانگوں سے معذور ہو جانے کی وجہ سے باہر نہیں آ سکتے تھے۔ اس لئے یہ عاجز ان کی خدمت میں ان کے مکان پر ہی حاضر ہوتا رہتا اور ان کی باتوں سے لطف اٹھاتا تھا۔ صرف ایک کمرہ تھا جس میں ان کی چارپائی بھی ہوتی تھی اور ان کا کلرک بھی بیٹھتا تھا۔ وہی سونے کا کمرہ وہی بیٹھک اور وہی دفتر۔ اس میں سارا سامان پڑا ہوا۔ سامان چالیس پچاس روپے سے زیادہ نہ ہوتا تھا۔ لیکن ایک ایک سال میں دس دس ہزار روپیہ سلسلہ کی ضروریات کے لئے بھیج دیتے تھے۔ وہ اگر چاہتے تو عالیشان مکان بنا لیتے اور اسے اچھی طرح سے سجا لیتے۔ لیکن اپنی ذات کے لئے سادگی اور دین کے لئے قربانی کا جذبہ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اُسی کی تسکین میں لذت پاتے تھے اور خود کو فراموش کئے ہوتے تھے۔ ذرا اس قسم کے لوگ دنیا میں تلاش کر کے تو دیکھو، کیا کہیں مل سکتے ہیں؟

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۱)

<u>**غیر معمولی قربانی!**</u> حضرت حافظ معین الدین صاحب کی طبیعت میں اس امر کا بڑا جوش تھا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے قربانی کریں۔ خود اپنی حالت تو ان کی یہ تھی کہ نہایت عسر کے ساتھ گذارہ کرتے تھے۔ بوجہ معذور ہونے کے کوئی کام بھی نہ کر سکتے تھے۔ حضرت اقدس کا ایک خادمِ قدیم سمجھ کر بعض لوگ محبت واخلاص کے ساتھ کچھ سلوک ان سے کرتے تھے۔ لیکن حافظ صاحب کا ہمیشہ یہ اصول تھا کہ وہ اس روپیہ کو جو اس طرح ملتا کبھی اپنی ذاتی ضرورت پر خرچ نہیں کرتے تھے بلکہ اس کو سلسلہ کی خدمت کے لئے حضرت اقدس کے حضور پیش کر دیتے۔ اور کبھی کوئی تحریک سلسلہ کی ایسی نہ ہوتی جن میں وہ شریک نہ ہوتے۔ خواہ ایک پیسہ ہی دیں۔ حافظ صاحب کی ذاتی ضروریات کو دیکھتے ہوئے ان کی یہ قربانی معمولی نہ ہوتی تھی۔ کہ وہ کئی دفعہ خود بھوکے رہ کر بھی خدمت دین کی بجا آوری کرتے تھے۔ حضرت مسیح پاک بھی ان کی ان قربانیوں کو سراہا کرتے تھے۔"

(......احمد جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۳)

دولتمند اور آسودہ حال لوگوں کا سلسلہ کے لئے بڑی بڑی رقمیں دینا بھی بجائے خود مالی قربانی کا ایک نمونہ اور قابل قدر بات ہے۔ لیکن ایک شخص جو محض نادار ہے۔ اور جس کی آمدنی کی کوئی سبیل نہیں اور جس کی طبیعت میں سوال کرنے کی بھی عادت نہیں اس کا اپنے چندہ میں باقاعدہ ہونا ایسی بات نہیں جو قابل فراموش ہو۔ ایک دفعہ حضرت مسیح پاک نے فرمایا تھا کہ

"اس اشتہار کے شائع ہونے کے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے۔"

اس اعلان کے بعد حافظ صاحب نے ایک کاپی بنالی۔ اور باقاعدہ اپنا ماہواری چندہ ادا کرتے اور اسکا کاپی میں

ساتھ کے ساتھ اندراج کرتے تھے تا کہ کہیں سستی، غفلت نہ ہو جائے اور کسی مہینہ کا چندہ رہ نہ جائے۔

(......احمد جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۱-۳۰۲)

**للّٰہی جوش:** حضرت مسیح موعود ایسے ہی جانفروشوں اور سرفروشوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر دین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں۔ وہ تینوں غریب بھائی ہیں۔ جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں۔ سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ وہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۳۱۳)

**ایثار ہی ایثار:** حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیروی بھی خدمت دین میں پیش پیش رہتے تھے۔ ازالہ اوہام کے طبع کے ایام میں باوجودیکہ وہ اس سے پہلے تین صد روپے بھیج چکے تھے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ حضور کو رقم کی ضرورت ہے فوراً ایک سو روپیہ اور بھیج دیا۔ سیدنا حضرت مسیح پاکؑ فرماتے ہیں:

''خوشی کی بات ہے کہ حکیم فضل دین صاحب اپنے مخدوم مولوی حکیم نورالدین صاحب کے رنگ میں ایسے رنگین ہو گئے ہیں کہ نہایت اوالوالعزمی سے ایثار کے طور پر ان سے اعلیٰ درجہ کے اعمال صالحہ صادر ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہ سو روپیہ بعض زیورات کے فروخت سے محض ابتغاءً لمرضاتِ اللہ بھیجا ہے۔ جزاھم اللہ خیرالجزاء''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۶۳)

**آپ کی خاطر:** سیدنا حضرت المصلح الموعود حضرت چوہدری رستم علی صاحب کی مالی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''چوہدری رستم علی صاحب پہلے سپاہی تھے۔ پھر کانسٹیبل ہو گئے۔ پھر انسپکٹر بنے۔ پھر پراسی کیوٹنگ انسپکٹر بنے۔ اس وقت تنخواہیں بہت تھوڑی ہوتی تھیں۔......وہ اپنی تنخواہ کا ایک بڑا حصہ حضرت مسیح موعودؑ کو بھجوا دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہیں یکدم آرڈر آ گیا کہ ان کو عہدہ میں ترقی دی جاتی ہے اور تنخواہ اتنی بڑھائی جاتی ہے۔ اس کے بعد ان کی تنخواہ میں جو بڑھوتی ہوئی وہ ساری کی ساری حضرت مسیح موعودؑ کو بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت صاحب کو......خط لکھا......میں سو روپیہ تو پہلے ہی بھیجا کرتا تھا۔ لیکن اب میری تنخواہ میں ۸۰ روپے کی ترقی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ

محض حضور کی دعاؤں کے طفیل ہوئی ہے- اس لئے اب میں آپ کو ۱۸۰ روپے ماہوار بھیجا کروں گا- میں تو اس بڑھوتی کا مستحق نہیں ہوں کہ میں پہلی تنخواہ کا بھی مستحق نہیں تھا- وہ بھی اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی خاطر ہی دے رہا ہے-''

(روزنامہ الفضل ۱۱؍جنوری ۱۹۵۸ء صفحہ ۵)

**دلیری کی وجہ:** حضرت شیخ فضل احمد صاحب ڈیرہ اسماعیل خاں میں متعین تھے- ان کا کرنل (جو کہ ایک انگریز تھا) رخصت یا پنشن پر ولایت جانے لگا تو اس کو پارٹی دینے کی تجویز کلرکوں نے کر کے فیصلہ کیا کہ چیف کلرک ہر ایک کلرک کی تنخواہ سے کچھ رقم کاٹ لے- جو پارٹی کے اخراجات میں صرف کی جائے- اس کے مطابق ایک فہرست بنائی گئی اور ہر کلرک سے اس کے نام کے سامنے رقم لکھ کر دستخط کروائے گئے- جب وہ فہرست آپ کے سامنے آئی تو آپ کے نزدیک وہ رقم زیادہ تھی- اور آپ اُسے اس کام کے لئے نہ دے سکتے تھے- اس لئے آپ نے اپنا نام کاٹ دیا- اس پر دفتر میں شور پڑ گیا- چیف کلرک نے کہا- آپ نے یہ کیا کیا- آپ نے جواب دیا- میں اتنی رقم نہیں دے سکتا اور پھر آپ کرنیل سے پارٹی کا وقت تو معلوم کر لیں؟ پوچھنے پر کرنیل نے کہا- میرے پاس پارٹی کے لئے وقت نہیں ہے- دفتر بند ہونے پر جب گھروں کو روانہ ہوئے تو چیف کلرک نے آپ کی اس جرأت پر تعجب کرتے ہوئے پوچھا- آپ کی اس جرأت کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا-

''میں احمدی ہوں اور ہر ایک احمدی ماہوار چندہ دیتا ہے- اس لئے وہ اپنے اخراجات پر غور کرتا ہے کہ کیا میرے چندہ پر تو اثر نہیں پڑے گا- میں نے بھی سوچا تو مجھے خیال آیا کہ یا میں چندہ نہ دوں یا گھر والوں کو مقررہ خرچ نہ دوں- تب میں اتنی رقم جو آپ مانگتے ہیں آپ کو دے سکتا ہوں- اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ چندہ ضرور دینا ہوگا- آپ لوگ اگر ناراض ہو جاتے ہیں تو ہوں-''

اِس پر اُس نے کہا- اب مجھے سمجھ آئی کہ آپ لوگ اتنے دلیر کیوں ہیں-'' (......احمد جلد ۳ صفحہ ۱۲۱)

ے ہم نے کیا کیا نہ کیا راہ وفا میں اے دوست
معذرت خواہ بنا حسنِ پشیماں ہم سے

**وجہِ ناراضگی:** ایک دفعہ اوائل زمانہ میں حضرت مسیح پاک کو لدھیانہ میں کسی ضروری تبلیغی اشتہار چھپوانے کے لئے ساٹھ روپے کی ضرورت پیش آئی- اس وقت حضور کے پاس اس رقم کا انتظام نہیں تھا- اور ضرورت فوری اور سخت تھی- حضور نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو بلا کر فرمایا- اس وقت یہ اہم ضرورت درپیش ہے- کیا آپ کی جماعت اس رقم کا انتظام کر سکے گی- آپ نے عرض کیا- انشاء اللہ کر سکے گی- اور میں جا کر روپے لاتا ہوں- چنانچہ آپ فوراً کپورتھلہ روانہ ہو گئے- اور جماعت کے کسی فرد سے ذکر کئے بغیر بیوی کا ایک زیور فروخت کر دیا اور ساٹھ روپے حاصل کر کے حضرت صاحب کی

خدمت میں لا کر پیش کر دیئے۔ حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور جماعت کپورتھلہ کو دعا دی۔ ( کیونکہ حضور یہی سمجھتے تھے کہ اس رقم کا جماعت نے انتظام کیا ہے ) چند دن کے بعد منشی اروڑا صاحب بھی لدھیانہ گئے تو حضرت صاحب نے ان سے بڑی خوشی کے لہجہ میں ذکر فرمایا کہ ''منشی صاحب اس وقت آپ کی جماعت نے بڑی ضرورت کے وقت امداد کی۔'' منشی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا۔ ''حضرت کون سی امداد؟'' مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔ حضور نے فرمایا۔ یہی جو حضرت منشی ظفر احمد صاحب جماعت کپورتھلہ کی طرف سے ساٹھ روپے لائے تھے۔ منشی صاحب نے کہا حضرت منشی ظفر احمد صاحب نے مجھ سے تو اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی جماعت سے ذکر کیا اور میں ان سے پوچھوں گا کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا۔ اس کے بعد حضرت منشی اروڑا صاحب چھ ماہ تک حضرت منشی ظفر احمد صاحب سے اس لئے ناراض رہے کہ آپ نے مجھے کیوں اس خدمت سے محروم رکھا۔'' (......احمد جلد ۶ صفحہ ۷۲-۷۳)

**نشانِ منزل:** محترمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ منشی امام الدین صاحب باوجود حالات کی ناسازگاری کے ہمہ وقت مالی قربانی کی راہیں تلاش کرتی رہتی تھیں۔ اور منتظر رہتی تھیں کہ کب مالی قربانی کی ندا آئے اور وہ سب کچھ قربان کریں۔ جب سیدی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ''بیت الذکر لندن'' کے لئے مستورات میں چندہ کی تحریک فرمائی تو آپ کے پاس کافی زیور موجود تھا۔ آپ نے صرف ایک زیور اپنی والدہ مرحومہ کی نشانی کے طور پر رکھ کر بقیہ سارا زیور اپنی خوشی سے پیش کر دیا۔ چاندی کا زیور تو سیروں کے حساب سے تھا۔ جو سب خوشی سے پیش کر دیا۔

آپ موصیہ تھیں اور وصیت کے تمام چندوں کا حساب بہت اہتمام سے کر کے اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ حصہ جائیداد کی رقم ایک دفعہ ادا کی لیکن دفتر کی غلطی سے ساری رقم کسی اور مد میں داخل ہو گئی۔ ایک عرصہ کے بعد اس غلطی کا پتہ چلا۔ اس کا ازالہ کاغذات میں درستی کے ذریعہ بآسانی ہو سکتا تھا۔ لیکن آپ نے اسے پسند نہ کیا کہ اگر غلطی سے بھی دوسرے چندہ میں رقم داخل ہو گئی ہو تو اسے وہاں سے دوسری مد میں تبدیل کیا جائے۔ چنانچہ پھر دوبارہ وصیت کا چندہ داخل کر دیا۔'' (......احمد جلد ۱ صفحہ ۱۶۲-۱۶۳)

## نصابِ سہ ماہی سوم (جولائی تا ستمبر ۲۰۰۵ء)

| | |
|---|---|
| 1-ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر 2 | نصف اوّل |
| 2-کتاب ''احادیث الاخلاق'' | نصف اوّل |
| 3-کتاب ''خلافتِ راشدہ'' از حضرت مصلح موعود | نصف اوّل |

(قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

# اخبارِ مجالس

**مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کی سالانہ تقریب تقسیمِ انعامات:** مورخہ ۲/اپریل ۲۰۰۵ء بروز ہفتہ شام سوا پانچ بجے مجلس انصاراللہ مقامی نے انصاراللہ پاکستان کے ہال میں سالانہ تقریب تقسیم انعامات منعقد کی۔ صدارت مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم منتظم صاحب عمومی نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ سالانہ کارکردگی کے اعتبار سے دارالنصر شرقی، دارالعلوم جنوبی اور طاہر آباد علی الترتیب اوّل، دوم اور سوم قرار پائیں۔ اس سلسلہ میں دعوت الی اللہ، وقف عارضی اور وصایا کو بطور خاص مدنظر رکھا گیا تھا۔ کارکردگی کے اعتبار سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۰۰۴ء میں مجلس انصاراللہ مقامی نے سالانہ علمی وسپورٹس ریلی میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ مضمون نویسی کے مقابلہ میں پہلا انعام پانچ ہزار روپے مجلس کے ایک ناصر نے حاصل کیا۔ گزشتہ سال مجلس کو حسب معمول سو فیصد وصولی کی توفیق ملی۔ تربیتی رابطہ پروگرام کے تحت منتظمین اور مربیان نے ۴۰ حلقہ جات کا دورہ کیا اور گھر گھر جا کر نماز باجماعت کے قیام اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ تعالیٰ کے خطبات سے استفادہ کی موثر تلقین کی۔ دیگر اہم پروگراموں میں خلافت کے موضوع پر مشاعرہ، لیکچرز، سائیکل سفر، ریفریشر کورسز وغیرہ شامل ہیں۔ مکرم صدر صاحب مجلس نے پہلی تین پوزیشنز حاصل کرنے والی مجالس کو سندات امتیاز سے نوازا۔ (صدیق احمد منور۔ منتظم عمومی انصاراللہ مقامی۔ ربوہ)

**رپورٹ سیمینار نظام وصیت:** مجلس انصاراللہ ضلع لاہور کے زیر انتظام مورخہ یکم مئی ۲۰۰۵ء کو کڑک ہاؤس لاہور کینٹ میں نظام وصیت کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد ہوا۔ اجلاس کے پہلے اجلاس کی صدارت محترم طاہر احمد ملک صاحب ناظم علاقہ لاہور نے جبکہ دوسرے حصہ کی صدارت قائمقام ناظم ضلع محترم رشید خالد صاحب نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد مکرم آصف جاوید چیمہ صاحب مربی ضلع لاہور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے ارشادات سے نظام وصیت پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔ دوسرے مقرر محترم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب تھے۔ آپ نے بتایا کہ عالمگیر دینِ حق کی ترقی کا راز نظام وصیت میں ہے کیونکہ اس سے اصلاحِ نفس کا سامان ہوتا ہے اور مالی قربانی پیش کرنے سے اشاعت (دین حق) کا ظاہری انتظام ہوتا ہے۔ محترم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ نے اپنی تقریر میں رفقائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نیک نمونوں کا ذکر کیا۔ محترم پروفیسر عبدالکریم خالد صاحب نے نظام وصیت اور نظام خلافت کے مابین تعلقات کو خلفائے احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں واضح کیا۔ محترم راجہ غالب احمد صاحب نے نظام وصیت کی امتیازی خصوصیات بیان فرمائیں۔ اختتامی دعا اور نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد شرکاء کے

لئے کھانا پیش کیا گیا۔ سیمینار کی مجموعی حاضری ۹۵ تھی۔ (کریم احمد خان۔ نائب ناظم عمومی ضلع لاہور)

**نظامت ضلع میر پور خاص کے زیر انتظام پکنک:** مورخہ ۵ جون ۲۰۰۵ء کو نظامت ضلع میر پور خاص کے زیر انتظام پکنک کا پروگرام منعقد ہوا جس میں ضلعی عاملہ کے ممبران اور زعماء مجالس نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر ناظم صاحب ضلع علاقہ میر پور خاص کی زیر صدارت ایک میٹنگ بھی ہوئی جس میں آپ نے مجالس کا مختصر جائزہ لیا اور بطور خاص نظام وصیت میں شمولیت اور دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دلائی۔ پکنک کا مقام کنری سے ۱۵ کلو میٹر دور چھدری تھا۔ جو کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زرعی فارم ناصر آباد کے قریب ہے۔ ضلعی عاملہ کے اراکین اور زعماء مجالس کے شرکاء کی کل تعداد ۴۵ تھی۔ (عبدالمجید زاہد نائب ناظم عمومی)

**مجلس انصاراللہ پشاور روڈ راولپنڈی کی پکنک:** مورخہ ۲۲ رمئی ۲۰۰۵ء کو مجلس انصاراللہ پشاور روڈ راولپنڈی نے کوہ مری کے دامن میں واقع سرسبز وادیوں میں ایک پکنک کا اہتمام کیا۔ اس دوران باسکٹ بال، رسہ کشی اور گولہ پھینکنا جیسے مقابلہ جات اور ایک ادبی مجلس کا بھی انعقاد کیا گیا۔ اسی طرح ایک تربیتی پروگرام بھی ہوا جس میں قیام نماز کے موضوع پر ایک تقریر کی گئی۔ ان تمام پروگراموں میں ضلع راولپنڈی کے ۵۰ انصار، خدام اور اطفال مکرم مبارک احمد سیف صاحب زعیم اعلیٰ کی قیادت میں شامل ہوئے۔ (رفیق احمد قریشی، منتظم اشاعت)

## سانحہ ارتحال

محترم میاں عبدالرشید صاحب ناظم انصاراللہ ضلع میر پور آزاد کشمیر مورخہ ۲۷ رمئی ۲۰۰۵ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ وفات کے وقت آپ ناظم انصاراللہ اور نائب امیر ضلع کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ آپ ایک خاموش طبع اور پُر عزم خادم سلسلہ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آپ کی وفات پر ممبران مجلس عاملہ انصاراللہ ضلع میر پور آزاد کشمیر نے ایک قرار دادِ تعزیت منظور کی جس میں آپ کے اوصاف کا تفصیلی ذکر خیر کیا گیا ہے۔

# نتیجہ امتحان سہ ماہی اوّل ۲۰۰۵ء

## قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان

امتحان سہ ماہی اوّل میں پاکستان بھر کی 611 مجالس کے 8874 انصار نے شمولیت کی اور 170 انصار نے خصوصی گریڈ حاصل کیا۔
الحمدللہ علیٰ ذالک۔اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے اوراور انصار کو مزید علمی ترقیات سے نوازے۔آمین

**اوّل:** مکرم عبدالمنان محمود شاہکوٹی نارتھ کراچی
**دوم:** مکرم مبارک احمد خان کاٹھگوی (دارالنصر شرقی ربوہ)
**سوم:** ۱۔مکرم ملک محمود احمد اعوان (ڈیرہ اسماعیل خان) ۲۔مکرم عبدالسلام ارشد (لاہور چھاؤنی)
۳۔مکرم عبدالمالک (دارالنصر شرقی ربوہ)

**خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار:۔** ۱۷۰ انصار نے خصوصی گریڈ حاصل کیا جن کے اسماء درج ذیل ہیں۔

**ربوہ:** مکرم منور احمد تنویر (دارالصدر شرقی ب)، مکرم ناصر احمد (ناصر آباد شرقی)، مکرم محمد رفیق (دارالبرکات)، مکرم میاں عبدالغفور طور (دارالرحمت شرقی ب)، مکرم شاہ محمد حامد گوندل (طاہر آباد جنوبی)، مکرم حکیم محمد نسیم (دارالنصر غربی الف حلقہ اقبال)، مکرم راجہ محمد فاضل (نصیر آباد غالب)، مکرم عبدالرشید منگلا، مکرم عبدالسمیع خان، مکرم حافظ عارف اللہ (دارالرحمت شرقی الف)، مکرم حبیب اللہ شاد (دارالنصر شرقی) مکرم منظور احمد (دارالعلوم شرقی حلقہ برکت)، مکرم ڈاکٹر چوہدری محمد حامد (دارالیمن شرقی)، مکرم ڈاکٹر سید مسعود احمد شاہ (دارالعلوم جنوبی بشیر)، مکرم راجہ محمد صادق (نصیر آباد غالب)، مکرم بشیر احمد شاہد (مکرم دارالصدر غربی قمر)، مکرم رفیق احمد ثاقب (دارالعلوم غربی ب ثناء) مکرم رفیع الدین بٹ (دارالنصر وسطی)، مکرم منظور احمد خان (دارالعلوم غربی حلقہ خلیل)، مکرم ماسٹر بشارت احمد (دارالعلوم وسطی)، مکرم رزاق احمد (دارالعلوم جنوبی حلقہ احمد)، مکرم عبدالمصور (دارالرحمت شرقی الف بشیر)، مکرم شیخ شریف احمد علیانہ (دارالرحمت غربی)

**ضلع کراچی:** مکرم منصور احمد لکھنوی، مکرم آرکیٹیکٹ شعیب احمد ہاشمی، مکرم ڈاکٹر منور احمد (گلشن اقبال)، مکرم یعقوب احمد بٹ، مکرم ذکاء اللہ ڈھڈی، مکرم حمید اللہ، مکرم قمر دین، مکرم ڈاکٹر اشفاق احمد، مکرم ملک محمد شفیق، مکرم مزمل بشیر شاہد، مکرم محمد رمضان (ڈرگ کالونی)، مکرم ملک خلیل احمد ناصر، مکرم محمد فضل احمد (گلستان جوہر)، مکرم ھبۃ اللہ کاہلوں، مکرم ملک محمد صدیق (محمود آباد)، مکرم حمید الدین احمد، مکرم مصور احمد طاہر (ماڈل کالونی)، مکرم مجیب احمد ناصر، مکرم چوہدری ناصر احمد گوندل، مکرم طاہر احمد ہاشمی (النور)، مکرم محمود احمد وینس (کورنگی)، مکرم سفیر احمد باجوہ، مکرم سلیمان احمد شاہد (گلشن جامی)، مکرم صوفی محمد اکرم (ماڈل کالونی)، مکرم نعیم احمد خان، مکرم غلام سرور (کلفٹن)، مکرم کرامت حسین مختار (اورنگی ٹاؤن)، مکرم عبدالرشید سماٹری، مکرم مسعود احمد ظفر (عزیز آباد)، مکرم کمانڈر محمد عارف، مکرم محمد حنیف بھٹی (صدر کراچی)، مکرم عبدالباری قیوم شاہد (مارٹن)، مکرم بشیر الدین صدیقی (ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی)

**ضلع لاہور:** مکرم محمد سلیم اختر، مکرم بشیر احمد (سلطان پورہ)، مکرم امتنان الٰہی ملک (گرین ٹاؤن طاہر بلاک) مکرم ڈاکٹر منصور احمد وقار (گرین ٹاؤن)، مکرم سید نوید احمد بخاری (سمن آباد)، مکرم لیفٹیننٹ کرنل (ر) نعیم احمد صدیقی، مکرم چوہدری حبیب اللہ مظہر، مکرم شیخ محمد اکرام اطہر (نشاط کالونی)، مکرم سلطان احمد بھٹی، مکرم محمد ارشاد، مکرم منیر الدین سیال (بیت التوحید)، مکرم نعیم احمد قریشی، مکرم محمد سرور ظفر (غازی آباد

مغلپورہ)، مکرم میاں مجید الرحمٰن حمید، مکرم الیاس احمد اسلم، مکرم عبد العزیز منگلا (جوہر ٹاؤن)، مکرم نعمت اللہ قریشی (فیصل ٹاؤن)، مکرم عبد القدیر خان، مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ (فیکٹری ایریا شاہدرہ)، مکرم شمس الدین سیال، (وحدت کالونی بیت التوحید)، مکرم میاں محمد یوسف (مغلپورہ گلشن پارک)، مکرم محمد سمیع طاہر (شمالی چھاؤنی)، مکرم پروفیسر محمد رشید طارق، مکرم محمد اسحٰق چوہدری، مکرم محمد نواز جچہ (بیت الاحد)، مکرم نور الٰہی بشیر، مکرم محمد توفیق (مغلپورہ)، مکرم اعجاز احمد محمود، مکرم محمد رفیق ثاقب (دارالسلام)، مکرم چوہدری نثار احمد، مکرم اطہر ظہور بٹ (ڈیفنس) مکرم کیپٹن (ر) ملک مبارک احمد (گرین ٹاؤن حلقہ طاہر)

**ضلع اسلام آباد:** مکرم ایم اے لطیف شاہد، مکرم شیخ محمود احمد (اسلام آباد وسطی) مکرم عبد المنان فیاض، مکرم چوہدری مبارک علی حسنات (اسلام آباد شرقی) مکرم عبد الباری، مکرم رفیق احمد سعید (اسلام آباد جنوبی) مکرم کرنل محمد احسان پراچہ (اسلام آباد غربی) مکرم حمید المحامد حامد (بارہ کہو)، مکرم سعید احمد ریحان، مکرم چوہدری عبد الواحد (اسلام آباد شمالی)، مکرم مرزا محمد اقبال (مارگلہ ٹاؤن)، مکرم عبد الکریم لودھی (اسلام آباد)

**ضلع راولپنڈی:** مکرم میاں قمر احمد (ایوان توحید سیٹلائیٹ ٹاؤن)، مکرم محمد رفیق بٹ (بیت الحمد)، مکرم کیپٹن (ر) علم دین مشتاق، مکرم داؤد احمد نعیم، مکرم محبوب احمد خان دہلوی، مکرم رفیق احمد قریشی، مکرم نصیر احمد شریف، مکرم مبارک احمد سیف (پشاور روڈ)، مکرم ملک محمد عبد اللہ ریحان (سول لائنز چکلالہ)، مکرم چوہدری اقبال حسین (مسلم ٹاؤن)، مکرم میجر (ر) میاں عبد الباسط (چکلالہ) **ضلع فیصل آباد:** مکرم سید محمد یحیٰی، مکرم جلال الدین اکبر، مکرم محمد اصغر عتیق، مکرم ڈاکٹر بشیر حسین تنویر، مکرم مظفر حسین، مکرم مرزا منظور احمد بیگ (دارالحمد)، مکرم ملک محمد سجاد اکبر (دارالذکر)، مکرم میاں عبد الحفیظ (چک ۱۰۸/ج ب تلونڈی)، مکرم چوہدری احمد دین، مکرم ملک مبشر احمد (دارالذکر) **ضلع گوجرانوالہ:** مکرم عبد الرحمٰن عاجز (گل روڈ)، مکرم محمد سہیل احمد ضیاء (منڈیالہ وڑائچ)، مکرم محمد شفقت چیمہ (راہوالی)، مکرم علی اکبر (گوجرانوالہ شرقی)، مکرم مرزا خالد احمد (گوجرانوالہ شرقی) **ضلع گجرات:** مکرم بشارت احمد طاہر، مکرم مبشر احمد (کھاریاں)، مکرم صدیق اکبر (اسماعیلہ) **ضلع ملتان:** مکرم رفیق احمد خان، مکرم غلام سرور، مکرم ملک عبد الکریم، مکرم اخوند محمد ظفر اللہ خان (گلگشت)، مکرم ملک غلام نبی (شاہ رکن عالم)، مکرم فضل الرحمٰن ملک، مکرم محمد لطیف ملک (پاک عرب کھاد فیکٹری)، مکرم صوبیدار محمد صدیق، مکرم نعمت علی (حسین آگاہی) **ضلع حافظ آباد:** مکرم میاں نذر محمد، مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد جاوید **ضلع بہاول نگر:** مکرم مقبول احمد چوہدری، مکرم محمد ادریس فاروقی، مکرم نذیر احمد خادم (چک ۱۸۴/آر-۷) **ضلع سیالکوٹ:** مکرم محمد آصف گھمن، مکرم جلال الدین شاد، مکرم چوہدری عبد الرحمٰن **متفرق:** مکرم محمود مجیب اصغر (اٹک)، مکرم ڈاکٹر محمد انور گوگا (منگلا جہلم)، مکرم عبد المجید زاہد (کنری میر پور خاص)، مکرم ماسٹر نذیر احمد (۵۸/۳ ٹکڑا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)، مکرم سیّد عبد الکریم طاہر (رسالپور نوشہرہ)، مکرم خواجہ مبارک احمد (کوٹری دادو نیا جامشورہ)، مکرم سید اعجاز المبارک منیر (چک ۱۱-ایل/۶ ساہیوال)، مکرم بشیر احمد سنوری (ڈیرہ اسماعیل خان)، مکرم محمد علی گلشن (مکوڑی، کرک نوشہرہ کینٹ)، مکرم نسیم احمد وسیم (میر پور خاص)، مکرم چوہدری محمد ابراہیم خان (سمنگلی کوئٹہ)، مکرم منصور احمد ارائیں (نواب شاہ)، مکرم محمد سرور ابڑو (لاڑکانہ)، مکرم منصور احمد (کوئٹہ چھاؤنی)، مکرم میاں عبد الحئی کامران (میر پور آزاد کشمیر)، مکرم عبد الرحیم بھٹہ (بورے والا وہاڑی)، مکرم ملک عبد السلام (مراد آباد سرگودھا)، مکرم مرزا نثار احمد (حلقہ مبارک سرگودھا)، مکرم رانا نصیر محمد خان (لطیف آباد، ضلع حیدر آباد)

---

**نوٹ:** امتحان سہ ماہی چہارم 2004ء میں مکرم حمید الدین احمد صاحب آف کراچی، مکرم جلال الدین شاد صاحب آف سیالکوٹ نے بھی خصوصی گریڈ اے حاصل کیا تھا۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

*Monthly* **ANSARULLAH** July 2005

Ph: 04524-212982Fax: 04524-214631(C.Nagar Post Code 35460)
e-mail:ansarullah60@yahoo.com
EDITOR : **Sayed Mubashir Ahmad Ayaz**

Regd. # CPL-34/MDFD

## خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی ۲۰۰۸ء کے لئے دعائیں اور عبادات

- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک مقامی طور پر مقرر کیا جائے۔
- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔
- سورۃ فاتحہ (روزانہ کم از کم ۷ مرتبہ پڑھیں)
- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ (۲:۲۵۱) (روزانہ کم از کم ۱۱ مرتبہ پڑھیں)

  (ترجمہ) اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔
- رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (۳:۹)

  (روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

  (ترجمہ) اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔
- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ (روزانہ کم از کم ۱۱ مرتبہ پڑھیں)

  (ترجمہ) اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب انکے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔
- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ (روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

  (ترجمہ) میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔
- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ (روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

  (ترجمہ) اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔
- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)